قدر و منزلت تقلید

مصنف

محبوب ملت حضرت علامہ مفتی حافظ قاری ابوالظفر محبّ الرضا
محمد محبوب علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی علیہ الرحمہ

ناشر
رضا اکیڈمی
۲۶، کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۴۰۰۰۰۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفیض حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفی رضا قادری برکاتی نوری قدس سرہٗ

بحمدہ تبارک و تعالیٰ

یہ رسالۂ ہدایت قبالہ محمدی فوج ظفر موج کا فتح مند رسالہ جس میں مدراسی وہابی غیر مقلد کے مکر و کید پر اہل سنت کے سوالات پر لاجواب تحقیقی جوابات لکھے گئے ہیں۔ پڑھئے اور حق کو پہچان کر حق اور اہل حق کا ساتھ دیجئے۔

مسمّٰی بہ اسم تاریخی

قدر و منزلت تقلید

۱۳ھ۸۱

عرف تاریخی

مدراسی سوالات و مطلع جوابات

۱۳ھ۸۱

ملقب بلقب تاریخی

توقیر مسائل تقلید

۱۳ھ۸۱

از قلم فیض رقم

محبوب ملت حضرت علامہ مفتی حافظ قاری الحاج ابوالظفر محبّ الرضا محمد محبوب علی خاں

سنی حنفی قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حسب فرمائش: ناشر مسلک اعلیٰحضرت جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب مدظلہ العالی

ناشر

رضا اکیڈمی ۲۶ ر کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

سلسلۂ اشاعت ۳۴۷

نام کتاب۔۔۔۔۔۔ قدر و منزلت تقلید
۱۳۸۱ھ

مصنف۔۔۔۔۔۔۔ محبوب ملت حضرت علامہ مفتی محمد محبوب علی خاں صاحب
قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی قدس سرہٗ

اشاعت باردوم۔۔۔ ۱۴۲۵ھ ۲۰۰۴ء

بموقع۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۰ روان عرس محبوب ملت علیہ الرحمہ منعقدہ ۲۲ / ۲۳ / ۲۴ /
جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۰ / ۱۱ / ۱۲ / اگست ۲۰۰۴ء

طابع۔۔۔۔۔۔۔ رضا آفسیٹ ممبئی ۳

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔ رضا اکیڈمی ۲۶ / کامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۳
فون: ۲۳۴۵۴۲۹۶ / ۵۶۳۴۲۱۵۶

باجازت

مولانا الحاج محمد منصور علی خاں قادری خطیب سنی بڑی مسجد مدنپورہ ممبئی ۸
مولانا الحاج محمد مقصود علی خاں نوری خطیب سنی محمدی جامع مسجد خیرانی روڈ ممبئی ۷۲
محمد عارف رضا خاں (بی اے) فرزندان محبوب ملت

کلک رضا کا رنگ ہے محبوب کے قلم میں

حقیقت میں نہ کیوں اللہ کا محبوب ہو جائے
نہ کھویا عمر بھر جس نے کوئی لمحہ عبادت کا

محبوب ملت فیض یافتہ مرید اعلیٰحضرت حضرت علامہ الحاج مفتی ابو الظفر محبّ الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی مجددی علیہ الرحمۃ الباری مفتی اہلسنت بمبئی کی ذات گرامی اسلامیان ہند کے لئے ایک مینارۂ نور ہے۔ آپ کے علمی و دینی کارنامے آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل اور حضرت سرکار غوث اعظم و حضرت سرکار خواجہ غریب نواز و سرکاران مارہرہ مطہرہ و سرکار اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فیضان سے حضرت محبوب ملت کو وہ تمام اوصاف جمیلہ عطا فرمائے جس کی اس وقت ضرورت تھی یہی وجہ تھی کہ آج سے پچاس سال پہلے درس و تدریس ہو کہ خطابت و امامت، تصنیف و تالیف ہو کہ افتاء نویسی ہر منصب پر حضرت محبوب ملت محبوب و ممتاز ہمہ جہت شخصیت کے حامل نظر آئے اور اس وقت پورے ملک کے مشائخ و علمائے عظام کے محبوب و مرجع حضرت محبوب ملت رہے۔ کہیں بھی کسی فتنے نے سر اٹھایا علمائے کرام و مشائخ عظام نے حضرت محبوب ملت کی جانب رجوع کیا۔ اسی کی ایک جھلک زیر نظر کتاب ''قدر و منزلت تقلید'' ہے۔ مدراس جس کا اس وقت نیا نام چینئی ہے وہاں غیر مقلدیت نے سر اٹھایا وہاں کے حضرات نے حضرت محبوب ملت کی خدمت میں سوال تحریر کیا حضرت محبوب ملت کے ذمہ دار و شاہکار قلم نے تقلید و فضائل امام اعظم میں جواب تحریر فرما کر حق کو خوب خوب ظاہر و باہر فرمایا اور اس طرح دلائل و براہین سے مزین فرمایا کہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا اور اگر معاند کے دل میں عناد و حسد نہ ہو تو غیر مقلدیت سے توبہ کر کے تقلید پر عمل کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

لوگو! میرے افکار پر پہرہ نہ بٹھاؤ

جذبہ کبھی پابند سلاسل نہیں ہوتا

خانقاہ برکاتیہ کے عظیم بزرگ حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کے جانشین و فرزند حضرت علامہ سید آل رسول حسنین میاں نظمی دامت برکاتہم نے کئی سال پہلے عرس محبوب ملت کے اجلاس میں منقبت پڑھی تھی جس کے دو شعر قلم محبوب ملت سے متعلق خوب ہیں ۔

وہ تھے سید میاں کے رفیق عمل مفتی اعظم ہند کے کمل

وہ غلام رضا شاعر بے بدل ان کی نعتوں کا ہے تذکرہ ہر طرف

ان کو رب نے دیا سحر آگیں قلم تھا بلاغت کی گردن پہ ان کا قدم

تھا خطابت فصاحت پہ ان کا کرم زور ان کی زباں کا جما ہر طرف

ایسے ہی ایک سال عرس محبوب ملت میں ساحر البیان علامہ سعید اعجاز کامٹوی علیہ الرحمہ نے منقبت پڑھی جس میں کہا ۔

یہی محبوب ملت کا تصور اور تفکر تھا

جو دل میں غوث اعظم تو نظر میں اعلیٰحضرت ہیں

ایسے اسم بامسمیٰ حضرت محبوب ملت تھے ان کی ہی تصنیفات میں ایک یہ تصنیف ہے ۔

تیری ہر تصنیف کا چرچا رہے گا حشر تک

مرحبا دین نبی کا تو علمبردار ہے

وہ محبوب ملت جن کا وجود مسعود اپنے فیضان ذات کے اعتبار سے پوری ملت اسلامیہ کی امانت تھا جن کی ہر ہر سانس پر سواد اعظم جماعت اہلسنت کا حق تھا ایسے ہی ان کی ذات کا ظاہری فیضان حیات ظاہر کے آخری لمحات (بعد اذان ظہر ۲۴ر جمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۰ر اکتوبر ۱۹۶۵ء) تک جاری رہا اور اپنا فرض نبھاتا رہا ۔

فروغ شمع تو قائم رہے گا روز محشر تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

تینتالیس (۴۳) سال پہلے حضرت محبوب ملت کے عظیم قلم نے جو اعلان حق کیا وہ پھر عوام اہلسنت کے سامنے لایا جائے اور سواد اعظم اہلسنت و جماعت حنفی مقلدین کو حنفی مسائل وتقلید شخصی سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کے تفقہ فی الدین پر سیر حاصل گفتگو کی جائے تاکہ عوام اہلسنت کو جس غلط فہمی میں مبتلا کیا جا رہا ہے اور ایسے پر آشوب دور میں جب کہ غیر مقلدیت برملا اور مودودیت در پردہ فقہ حنفی کو پائمال و مجروح کر رہی ہے اس ابتلاء و آزمائش کے نازک ترین دور میں حنفی مسائل وتقلید کو عام سے عام کیا جائے۔

قرآن کریم واحادیث نبی اعظم ہمارے عظیم سرمائے ہیں جن پر اسلام وشریعت کا نظام قائم ہے۔ اسلام کے آفاقی پیغام کو عام کرنے کے لئے دونوں کی روشنی حاصل کرنا ضروری ہے ان میں سے کسی ایک سے انحراف ایمان کی برکتوں اور فیضان نبوت سے اپنے کو الگ کرنا ہے۔

تقلید کے دو معنی ہیں ایک لغوی دوسرا شرعی لغوی معنی گلے میں پٹہ ڈالنا ہے اور تقلید شرعی کے معنی کسی کے قول و فعل کو اپنے پر لازم شرعی جاننا یہ سمجھ کر کہ اس کا کلام اس کا کام ہمارے لئے حجت ہے کیونکہ وہ شرعی محقق ہے جیسے کہ ہم مسائل شرعیہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے قول و فعل کو اپنے لئے دلیل سمجھتے ہیں اور دلائل شرعیہ میں نظر نہیں کرتے خواہ وہ قرآن واحادیث و اجماع امت کو دکھا کر مسئلہ بیان فرمائیں یا اپنے قیاس سے حکم دیں۔ تقلید کرنا واجب ہے اور تقلید کرنے والے کو مقلد کہتے ہیں جیسے ہم تمام امام اعظم ابو حنیفہ کے مقلد حنفی ہیں۔

عقائد میں کسی کی تقلید جائز نہیں تفسیر روح البیان میں ہے اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ توحید و رسالت تم نے کیسے مانی تو نہ کہا جائے گا کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے فرمانے یا فقہ اکبر سے بلکہ دلائل توحید و رسالت سے۔ کیونکہ عقائد میں تقلید نہیں ہوتی اعمال میں تقلید ہوتی ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے جس کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے

۔اب دیکھنا یہ ہے کہ آج بھی اور اس سے پہلے بھی عام مسلمان تقلید شخصی ہی کو اچھا جانتے آئے اور مقلد ہی ہوئے آج بھی عرب وعجم میں مسلمان تقلید شخصی ہی کرتے ہیں اور جو غیر مقلد ہوا وہ اجماع کا منکر ہوا۔ کیوں کہ اگر اجماع کا اعتبار نہ ہو تو خلافت صدیقی وفاروقی کس طرح ثابت کرو گے وہ بھی تو اجماع امت ہی سے ثابت ہے یہاں تک کہ جو شخص ان دونوں خلافتوں میں سے کسی کا بھی انکار کرے وہ گمراہ وکافر ہے۔ بحوالہ شامی وغیرہ۔

دنیا کا کوئی بھی کام بغیر پیروی کے نہیں کرسکتا ہر ہنر وعلم کے قواعد سب میں کسی نہ کسی کی پیروی ہی کرنا ہوگی۔

حضور نبی ذیشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ تین آدمی سفر میں ہوں تو ایک کو امیر بنالیں۔

نماز میں ایک امام کے مقتدی بے شمار۔ ایسے ہی ایک انجن ساری ریل کو لے کر چلے غرض انسان ہر کام میں مقلد ہے۔ جب دنیا کا یہ معاملہ ہے تو دین کا معاملہ تو دنیا سے کہیں زیادہ مشکل ہے اس میں تقلید کرنا ضروری ہے۔

دل کو ٹھیس لگی ہے جب تو آہ لبوں تک آئی ہے
یوں ہی چھن سے بول اٹھنا تو شیشے کا دستور نہیں

یہ پیش لفظ ہے میں نے چند جملے تحریر کردیئے ورنہ حضرت محبوب ملت کی تحریر پرتنویر کے سامنے اس ناچیز کی کیا حیثیت آپ اس کتاب کو پڑھیں اور حق کو جانیں اسی کے ساتھ فیضان حضور مفتی اعظم ہند وحضرت محبوب ملت سے فیضیاب برادر گرامی قدر ومنزلت جانشین محبوب ملت حضرت علامہ الحاج قاری محمد منصور علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی خطیب سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی وجنرل سکریٹری آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء بمبئی جو حضرت محبوب ملت کی حیات ظاہری ۱۹۶۲ء مطابق ۱۳۸۲ھ سے سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی کے منصب امامت پر رونق افروز ہیں اور الحمدللہ امسال سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی کے منصب خطابت وامامت پر فائز ہوئے

۴۲ رسال ہورہے ہیں۔

ماشاء اللہ بارك الله اس دینی خدمت کے علاوہ آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے ذریعے بمبئی اور پورے ملک و بیرون ملک میں تقریر وخطابت کے ذریعہ دین اسلام و مسلک اعلیٰحضرت کی اشاعت میں جن کا منفرد و ممتاز مقام ہے۔

دل صدقے اس چشم کرم کے

ذرے سورج بن کر چمکے

وصال حضرت محبوب ملت کے بعد تصانیف محبوب ملت کی اشاعت کے ساتھ حضرت منصور ملت نے احقاق حق وابطال باطل کے لئے اپنے قلم فیض رقم سے بھی کئی کتابیں تحریر فرمائی جس میں ''تبلیغ یا دھوکہ'' اور ''خوابوں کی بارات'' اب تک کئی مرتبہ ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر اہل ایمان کے دلوں کو منور کر چکی ہیں۔ حیدر آباد، آندھرا اور شیموگہ کرناٹک وغیرہ میں حضرت منصور ملت کی بے مثال دینی خدمات و تاریخی خطابات کے بعد اہلسنت کی عظیم الشان کامیابی و جشن فتح پر شاعر اہلسنت مرتضیٰ حسین رضوی شہزاد پوری نے اپنی طویل منقبت پڑھی جس کا ایک شعر بہت خوب ہے۔

غازی ہے سردار بھی للکار رہا ہے

منصور ہے ہر دور میں بیدار رہا ہے

اور خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب قبلہ نظامی علیہ الرحمہ نے اسی موقع پر فرمایا تھا کہ یہ مرشدی حضور مفتی اعظم ہند و حضرت محبوب ملت کی برکتیں و دعائیں ہیں کہ مولانا منصور ہر مقام ہر جگہ پر منصور و مظفر ہیں۔

بے ارادہ توڑ بیٹھا تھا میں اک کھلتا گلاب

جانے کتنے سلسلے یادوں کے پل میں جڑ گئے

وہی جانشین محبوب ملت حضرت علامہ محمد منصور علی خان صاحب کو ۱۶ ربیع الآخر ۱۴۲۵ھ مطابق

۴؍جون ۲۰۰۴ء بروز جمعہ سنی بڑی مسجد مدنپورہ میں نماز جمعہ کے بعد دل کا دورہ پڑا فوراً اسپتال کے آئی سی یو یونٹ میں داخل کیا گیا جسلوک اسپتال میں انجیوگرافی ہوئی گیارہ دن بعد گھر تشریف لے آئے ہیں علاج جاری ہے مکمل صحت وشفایابی کے لئے دعائے خیر فرماتے رہیں۔

ادھر محبوب ملت کا ۴۰؍واں سالانہ عرس مبارک نزدیک ہے ہر سال کی طرح ایک کتاب شائع ہونا ہے اور برادر گرامی منصور ملت اعلیٰحضرت کے شعر کے مطابق

خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

دینی واشاعتی سرگرمیوں میں سرگرداں ہیں اور اس کتاب کی اشاعت کے لئے برابر فرماتے رہے اور مجھ ناچیز کو حکم دیا کہ میں کچھ تحریر کردوں لہٰذا اپنی یہ چند باتیں تحریر کردیں۔

اس سلسلے میں ہم تمام افراد خانوادۂ محبوب ملت عزیز گرامی فیضان وکرامت حضور مفتی اعظم ہند الحاج محمد سعید صاحب نوری جنرل سکریٹری رضا اکیڈمی بمبئی کے قلبی شکر گذار ہیں جن کے تعاون واشتراک سے کئی سالوں سے ہر سال عرس محبوب ملت میں حضرت محبوب ملت کی کوئی نہ کوئی تصنیف شائع ہورہی ہے۔ یہ کتاب بھی انہیں کے تعاون سے شائع ہورہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل عزیز گرامی الحاج محمد سعید صاحب نوری کو آسیب روزگار وآفات وبلیات سے محفوظ رکھے اور جملہ ارکان رضا اکیڈمی سے صبح قیامت تک دین اسلام ومسلک اعلیٰحضرت کی خدمت واشاعت کا کام لے۔ آمین۔

سکندر لوٹ کر بھی خوش نہیں دولت زمانے کی
قلندر مایۂ ہستی لٹا کر رقص کرتا ہے

محترم جناب الحاج محمد عارف بھائی کیلکو پریس والے اور مولانا محمد اسلم رضا صاحب مصباحی کٹیہاری اور عزیزم خان ناظم افضل کے بھی ممنون ومشکور ہیں۔

اسی کے ساتھ طلب دعا کے لئے یہ بھی عرض ہے کہ امسال چالیسویں عرس مبارک کے

پہلے اجلاس ۲۲ر جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۰ر اگست ۲۰۰۴ء بروز منگل سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی میں جہاں اس کتاب کا اجراء ہوگا وہیں نبیرۂ محبوب ملت عزیز از جان حافظ محمد شاداب محبوب سلمہ جنہوں نے جامعہ امجدیہ رضویہ ناگپور سے امسال حفظ قرآن کی تکمیل کی ہے ان کے سر پر علمائے کرام ومشائخ عظام کے مقدس دست مبارک سے تاج دستار حفظ قرآن سجایا جائے گا۔ دعا فرمائیں کہ اسی طرح خانوادۂ محبوب ملت کے تمام چشم وچراغ روشن اور مہکتے اور مسلک اعلیٰحضرت کی روشنی پھیلاتے رہیں نیز خود بھی اسی روشنی میں چلتے رہیں اور صبح قیامت تک خانوادۂ محبوب ملت کی آنے والی نسلیں غلام غوث اعظم وغلام سرکار غریب نواز بن کر مسلک اعلیٰحضرت پر چلنے والی رہیں۔ اٰمین ثم اٰمین یا رب العالمین بحق سیدنا طٰہٰ و یٰسٓ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین

لیجئے کتاب پڑھئے حق پر عمل کیجئے اور خانوادۂ محبوب ملت کو دعاؤں سے نوازیئے۔

طالب دعا

(مولانا) محمد مقصود علی خاں نوری

خادم منصب صدارت سنی جمعیۃ العلماء مہاراشٹر،

خادم منصب خطابت وامامت سنی محمدی جامع مسجد

خیرانی روڈ ساکی ناکہ بمبئی ۷۲

۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۸ر جولائی ۲۰۰۴ء

شب دوشنبہ مبارکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کوئی زید غیر مقلد اپنی کتاب میں یہ تحریر کررہا ہے کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی یہ چارسوسال تک ان مذاہب اربعہ سے تمام دنیا کے مسلمان ناآشنا تھے۔ اس تحریر کے ثبوت میں شامی اور عقد الجید، نافع کبیر اور مقدمہ شرح وقایہ کتابوں کا حوالہ دیتے ہوئے یہ تحریر کررہا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تقلید سے منع فرمایا۔ اور چاروں مذاہب کیسے برحق ہوسکتے ہیں کیونکہ کئی مذہبوں میں اختلاف ہے اور ائمہ دین نے تقلید اور توسط سے منع فرمایا اور سواد اعظم کے اتباع کرنے کی حدیث کو صحیح نہیں تحریر کرتا ہوا ان کے ثبوت میں علامہ سندی فرماتے ہیں (ابن ماجہ مصری جلد دوم صفحہ ۴۶۴ کا حوالہ دیتے ہوئے قابل احتجاج نہیں۔ پھر لکھتا ہے مذاہب اربعہ کی تقلید قرآن اور سنت سے منصوص چیز نہیں ہے۔ مذاہب اربعہ میں سے بھی کسی ایک معین مذہب کی تقلید کرنا اور تقلید کو اپنے گلے کا پھندہ بنادینا ہرگز صحیح نہیں ہے۔ دوسرا اہل سنت وجماعت کے نزدیک بیس (۲۰) رکعت نماز تراویح جائز ہے۔ غیر مقلد یہ تحریر کرتا ہے کہ بیس (۲۰) رکعت جائز نہیں ہے۔ اس کے ثبوت میں حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث تحریر کرتے ہوئے رمضان میں گیارہ (۱۱) رکعت تراویح اور غیر رمضان میں گیارہ (۱۱) رکعت تہجد اس قسم کی معنی تحریر کرچکا ہے۔ اور پھر اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بابت وہ بھی غلط ہے کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صحابۂ کرام کی ایسی کانفرنس کا پتہ نہیں چلتا جس میں بیس (۲۰) رکعت کا فیصلہ صادر کیا گیا ہو اور پھر لکھتا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے باجماعت صرف آٹھ (۸) رکعت تراویح کا نظم قائم فرمایا تھا۔ اس کے

ثبوت میں مؤطا امام مالک وغیرہ کا حوالہ دیتا ہوا صفحہ ۴۰ اور تنویر الحوالک جلد اول صفحہ ۱۳۸ وغیرہ کا دیا جاچکا ہے۔ مسلمانان اہل سنت و جماعت نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد عام مسلمانوں میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اپنے ایمان اور اسلام کو بچانے کی غرض سے بلحاظ امور بالا ازروئے شریعت حقہ جواب مرحمت فرمائیں کہ

(۱) ائمۂ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا ہم اہل سنت و جماعت پر قانون شرع شریف سے جائز ہے یا نہیں۔

(۲) کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیس (۲۰) رکعت تراویح کا نظم ونسق قائم فرمایا تھا یا نہیں۔

(۳) حدیث حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حکم صلوٰۃ اللیل یعنی رات والی نماز کا ہے یا تراویح کا جواب سے سرفراز فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل

قادر علی ٹیلر شاپ مدراس

الجواب

اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه اللّٰھم ارنا الباطل باطلا

وارزقنا اجتنابه اٰمین فا مین ۔

اللّٰہ رب محمد صلّی علیه وسلما

وعلیٰ ذویه و صحبه ابد الدهور وکرّما

تقلید شخصی کے واجب ہونے پر بکثرت کثیر ادلہ وبراہین آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ اور اقوال وافعال حضرات صحابہ وتابعین واتباع تابعین اور اجماع محققین اور تصریحات فقہائے معتبرین، متقدمین ومتاخرین وعلمائے عارفین واولیائے کاملین سے ثابت ہیں۔ وہابیہ غیر مقلدین جس طرح خدائے تعالیٰ کو جھوٹا ماننے جھوٹا لکھنے میں جھوٹے کذاب دجال

ہیں اسی طرح یہ کہتے ہیں۔ کذاب دجال ہیں کہ چار سو (۴۰۰) سال تک مذاہب اربعہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سے تمام دنیا کے مسلمان نا آشنا تھے۔ حالانکہ سفیان ثوری اور امیر المؤمنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک اور حماد بن زید اور عباد بن العوام اور وکیع بن الجراح اور یحییٰ بن معین اور جعفر بن عون اور ابو یوسف اور اکابر فقہا و محدثین حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں اور وکیع تو حنفی مذہب پر فتویٰ دیتے تھے۔ دیکھو عقود الجواہر المنیفہ قال یحییٰ بن معین مارأیت احدا اقدمه علیٰ وکیع وکان یفتی علیٰ رأی ابی حنیفة رضی اللّٰہ عنه فرمایئے وہابی دھوکہ باز فریبی ہے یا نہیں کہ دوسری صدی کے اندر ہی مذہب حنفی پر فتوے دیئے جارہے ہیں اور وہ چار سو سال تک گمنام بتا رہا ہے۔ حضرت سیدنا امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ۸۰ھ میں تولد ہوئے اور چار ہزار استادوں سے علوم و کمالات حاصل کئے اور آپ عظمائے تابعین سے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کو وہ فضل و کمال بخشا کہ اکثر اہل زمانہ کے آپ محمود ہو گئے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے علی الاعلان فرمایا۔ الناس عیال فی الفقه علیٰ ابی حنیفة یعنی فقہ میں سب لوگ امام اعظم ابوحنیفہ کی اولاد ہیں اور آپ ہی پر اعتماد کرنے والے اور آپ ہی کے اصول وشرائط وقواعد استخراج مسائل پر عمل کرنے والے ہیں۔ فالحمد للّٰہ۔ اور طبقات حنفیہ میں ہے قال الامام مالك حین سئل عنه عن ابی حنیفة رأیته رجلا لوکلمك فی هذه الساریة انها ذهب لقام بحجته امام مالک رضی اللہ عنہ سے حضرت امام اعظم کی شان پوچھی گئی تو فرمایا وہ ایسے علم و فضل و کمال والے ہیں کہ اگر تجھ سے گفتگو میں اس لکڑی کے کھمبے کو فرمادیں کہ سونے کا ہے تو دلائل سے ثابت کر کے منوا دیں گے۔ اور انساب میں حضرت امام احمد ابن حنبل کا قول ہے اذا کان فی المسئلة قول العلماء الثلثة لم یسع لاحد ان یخالفهم یعنی جب کسی مسئلہ میں تینوں اماموں یعنی حضرت امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ عنہم کا قول ہو تو اس کی مخالفت کسی کو جائز نہیں اور نہ کسی کو اس

کے خلاف کی گنجائش۔ یہ ائمۂ مذاہب ثلاثہ کے ارشادات ہیں تو کیا شان ہے امام اعظم کی اور کیا حقیقت ہے مذہب حنفی کی۔ ان ارشادات سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت امام مالک وحضرت امام شافعی وحضرت امام احمد رضی اللہ عنہم کے زمانوں میں ہی مذہب حنفی رائج وجاری وساری تھا فالحمد للہ۔

فرمائیے وہابی مکار وغدار ہوا یانہیں۔ ان حضرات ائمۂ دین رضی اللہ عنہم کی حق پسندی ہی کا جلوہ ہے کہ مالکیوں وشافعیوں وحنبلیوں نے حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل ومدائح میں جتنی کتابیں تصنیف وتالیف فرمائیں اتنی حنفیوں نے نہ لکھیں۔ وہابی غیر مقلد یہی دیکھ کر جل مرے۔ مختصراً عرض کرتا ہوں۔

سبط ابن الجوزی نے مناقب امام اعظم میں الانتصار لامام ائمة الامصار لکھی جو دو ضخیم جلدوں میں ہے۔ علامہ امام جلال الدین سیوطی شافعی نے تبییض الصحیفة فی مناقب ابی حنیفة تصنیف کی۔ اور علامہ حافظ ابن حجر نے الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان تحریر فرمائی۔ اور علامہ یوسف بن عبد الباری حنبلی نے مجلد کبیر میں حضرت امام اعظم صاحب کے فضائل بیان کئے اور اس کا نام رکھا تنویر الصحیفة فی مناقب الامام ابی حنیفة اور جار اللہ زمخشری نے شقائق النعمان فی مناقب النعمان اور شیخ محی الدین حنبلی نے البستان فی مناقب النعمان اور علامہ ابن کاس نے تحفة السلطان فی مناقب النعمان اور امام ابو جعفر امام مزنی شافعی کے بھانجے نے عقود الجمان فی مناقب النعمان جیسی ذیشان کتابیں تصنیف فرمائیں اور اسی طرح معدن الیواقیت الملتمعة اور سقود المرجان اور قلائد عقود الدور والعقیان اور الروضة العالیة المنیفة اور المواهب الشریفة اور فتح المنان اور عقود الجواهر المنیفة اور المنهج المبین وغیرہم بے شمار کتابیں اکابر محدثین وائمۂ مجتہدین واجلۂ علمائے دین واعاظم محققین

متقدمین ومتاخرین کی مناقب ومحامد حضرت امام اعظم میں شائع ہیں۔اور یہ فضائل ومناقب و محامدان حضرات نے سند صحیح کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ فالحمد للّٰہ رب العٰلمین۔

حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ ذی مرتبہ تابعی ہیں اور یہ فضل ومرتبہ وہ ہے کہ جس میں حضرات ائمۂ ثلاثہ میں سے کوئی آپ کا سہیم وشریک نہیں۔حضرت ملاعلی قاری علیہ رحمۃ الباری نے رسالہ ردقفال میں لکھا ہے قد اخرج الشیخان عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه ان النبی صلی اللّٰه علیه و علیٰ اٰله وسلم قال لوکان العلم عند الثریا لتنا وله رجال من ابناء فارس یعنی بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر علم ثریا کے پاس ہوگا تو یقیناً لے لیں گے اس کو چند مرد ابنائے فارس کے۔یعنی (امام صاحب اور آپ کے تلامذہ و من المعلوم عند العرب و العجم ان احد امن هٰذه الطائفة لم یصل الیٰ مرتبة الاجتهاد حتیٰ یکون امام الائمة الا ابا حنیفة رضی اللّٰه عنه و لهٰذ اقال الحافظ السیوطی الشافعی هذا الحدیث اصل صحیح یعتمد علیه فی البشارة بابی حنیفة و فی الفضیلة التامة انتهی مع دخوله رضی اللّٰه عنه فی عموم قوله صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و علیٰ اٰله وسلم خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم فانه رضی اللّٰه تعالیٰ عنه من بین الائمة المجتهدین مختص بکونه من التابعین دون غیره باتفاق العلماء المعتبرین یعنی خوب ظاہر وباہر ہے۔عرب وعجم میں سب پر روشن ہے کہ اس گروہ تابعین میں کوئی شخص اس شان سے مرتبۂ اجتہاد پر فائز نہ ہوا کہ وہ امام الائمہ مانا جاتا مگر حضرت امام اعظم کو یہ مرتبہ خدائے تعالیٰ نے بخشا اور اسی لئے امام سیوطی شافعی نے فرمایا کہ یہ حدیث اصل ہے اور صحیح ہے اور معتمد علیہ ہے۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی بشارت اور فضیلت عظیمہ کے بیان میں اور اسی کے ساتھ ہی آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و

علی آلہ وسلم کے اس عموم ارشاد میں داخل ہیں کہ بہتر زمانوں میں میرا زمانہ ہے پھران کا زمانہ جوان کے بعد ہوں گے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب اماموں میں اس فضیلت عظمیٰ تابعی ہونے میں خاص مختص ہیں اور آپ کے سوا ائمۂ مجتہدین میں کوئی اور تابعی نہ ہوا۔ اسی پر علمائے معتبرین کا اتفاق ہے فالحمد لله علىٰ ذالك۔ اور خطیب بغدادی نے تاریخ میں لکھا ہے هوابوحنيفة التيمى فقيه اهل العراق رأى انس بن مالك رضى الله عنه یعنی وہ صاحب مرتبہ ابوحنیفہ تیمی ہیں جو اہل عراق میں فقیہ اعظم ہیں۔ آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت ملاقات کی ہے۔ اور امام عبداللہ یافعی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے وفيها توفى فقيه العراق الامام ابو حنيفة النعمان بن ثابت الكوفى مولده سنة ثمانين رأى انسا و روى عن عطاء بن ابى رباح رضى الله عنهما یعنی اس میں عراق کے فقیہ اعظم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا اور سن اسّی ہجری میں آپ پیدا ہوئے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو آپ نے دیکھا اور حضرت عطا ابن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے آپ نے حدیث روایت کی۔ اور امام محقق حافظ جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ میں لکھا قد الف الامام ابومعشر عبدالكريم بن عبدالصمد الطبرى المقرى الشافعى جزءً فيها رواه الامام ابو حنيفة عن الصحابة قال ابو حنيفة رويت الخ و ذكر هؤلاء المذكورين انتهى۔ قال ابن حجر لانه ولد بالكوفة سنة ثمانين من الهجرة و بها يومئذٍ من الصحابة عبدالله بن ابى اوفىٰ فانه مات بعد ذلك بالاتفاق و بالبصرة يومئذٍ انس بن مالك و مات سنة تسعين اوبعد هاوقد اورد ابن سعدٍ بسند لاباس به ان ابا حنيفة رأى انسا وكان غير هذين من الصحابة بالبلاد احياء فهو من طبقة التابعين ولم يثبت ذلك لاحدٍ من ائمة الامصار المعاصرين له كالاوزاعى بالشام و الحمادين

بالبصرة و الثوری بالکوفة و مالك بالمدینة و مسلم بن خالد الزنجی بمکة و اللیث بن سعد بمصر یعنی امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری شافعی نے ایک جز میں ان حدیثوں کو جمع کیا ہے جو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہیں۔ حضرت ابوحنیفہ نے کہا روایت کی میں نے الخ اور ان حضرات کو ذکر کیا۔ اور ابن حجر نے کہا اس لئے کہ آپ کوفہ میں پیدا ہوئے سن اسّی (۸۰) ہجری میں اور اس وقت کوفہ میں صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ موجود تھے اور انہوں نے اس کے بعد انتقال فرمایا اس پر اتفاق ہے۔ اور بصرہ میں صحابہ میں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ آپ کا وصال ۹۰ھ میں یا اس کے بعد ہوا۔ اور یقیناً ابن سعد نے ایسی سند سے بیان کیا ہے جس میں کوئی سقم نہیں کہ بے شک حضرت امام ابوحنیفہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور ان دو حضرات صحابہ کے علاوہ اور حضرات صحابہ بھی اور شہروں میں موجود تھے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ البتہ تابعین سے ہیں اور یہ شرف و فضل آپ کے ہم زمانہ اماموں میں سے کسی کے لئے ثابت نہ ہوا۔ جیسے اوزاعی شام میں تھے اور حضرات ائمہ۔ اور فتاویٰ شیخ الاسلام ابن حجر میں ہے انه ادرك جماعة من الصحابة كانوا بالكوفة بعد مولده بها سنة ثمانين فهو من طبقة التابعين ولم يثبت ذٰلك لاحد من ائمة الامصار المعاصرين له یعنی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کو حضرات صحابہ کی پایا جو کوفہ میں آپ کے سن ولادت ۸۰ھ کے بعد تک موجود تھے تو آپ تابعی ہیں اور یہ فضیلت کسی اور آپ کے معاصر امام کے لئے ثابت نہیں۔ اور علامہ شامی نے ردالمحتار میں لکھا ہے فاما رويته لانس وادراكه لجماعة من الصحابة بالسن فصحيحان لاشك فيها و وقع للعينى انه اثبت سماعه لجماعة من الصحابة و علىٰ كل فهو من التابعين وممن جزم بذٰلك الحافظ الذهبى و الحافظ العسقلانى انه ادرك جماعة

من الصحابة كانوا بالكوفة بعد مولده بها سنة ثمانين ولم يثبت ذٰلك لاحد من ائمة الامصار یعنی لیکن حضرت امام کا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھنا اور ایک جماعت صحابہ کو پانا اپنی عمر میں تو یہ دونوں باتیں صحیح ہیں اس میں کچھ شک نہیں۔ اور علامہ عینی نے ایک جماعت صحابہ سے حضرت امام اعظم کا سماع ثابت کیا ہے۔ اور ہر حال میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ تابعی ہیں اور ان ائمۂ حدیث میں سے جنہوں نے حضرت امام صاحب کے تابعی ہونے کا یقینی حکم کیا ہے حافظ ذہبی اور حافظ عسقلانی ہیں۔ اور ان کے سوا بہت سے محدثین ہیں۔ اور حافظ عسقلانی نے کہا یقیناً امام اعظم صاحب نے ایک جماعت صحابہ کو پایا۔ جو کوفہ میں آپ کی ولادت ۸۰ھ کے بعد تک موجود تھی اور یہ مرتبۂ عظمیٰ آپ کے سوا کسی امام کے لئے ثابت نہ ہوا فالحمد للّٰہ۔

اور الخیرات الحسان میں ابن حجر نے لکھا ہے صح كماقاله الذهبی انه رأی انس بن مالك وهو صغير و فی رواية رأيته مرارًا و كان يخضب بالحمرة و اكثر المحدثين علىٰ ان التابعی من لقی الصحابی وان لم يصحبه و صححه النوی کابن الصلاح وجاء من طرق انه روی عن انس احاديث ثلٰثة فهومن طبقة التابعين الذين شملهم قوله تعالىٰ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ و ذكر جماعة ممن صنف فی المناقب و غيرهم انه سمع ايضاً من جماعة من الصحابة غير انس یعنی صحیح ہے جیسا کہ امام ذہبی نے فرمایا کہ حضرت امام صاحب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا جبکہ آپ کم سن تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت انس کو کئی بار دیکھا اور وہ سرخ خضاب کیا کرتے تھے اور اکثر محدثین اس پر متفق ہیں کہ تابعی وہ ہے جس نے صحابی کو دیکھا اگرچہ صحبت نہیں پائی اور امام نووی نے اس کی صحت فرمائی اور چند

طریق سے وارد ہے کہ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تین حدیثیں روایت کیں تو حضرت امام صاحب طبقۂ تابعین میں ہیں وہ تابعی جن کی شان میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے اور وہ لوگ جنہوں نے احسان کے ساتھ ان سابقین کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ اللہ نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ہے بڑی کامیابی۔ اس کے بعد ابن حجر نے بہت سے صحابہ سے لقا و رویت و روایت و سماعت امام اعظم کو بیان کیا ہے۔ اور قاضی القضاۃ ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی نے جامع المسانید میں لکھا ہے انه روىٰ عن اصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و علىٰ اٰله وسلم فان العلماء اتفقوا علىٰ ذٰلك و ان اختلفوا في عددهم اس تمام بیان سے ثابت ہوا کہ جمہور ارباب سیر و اصحاب تواریخ اس پر متفق ہیں کہ حضرت امام اعظم کی جماعت صحابہ سے ملاقات ثابت ہے۔ حد یہ کہ دار قطنی جیسے سخت متعصب کو بھی یہ اقرار لکھنا پڑا کہ انما رأى انساً بعينه ولم يسمع منه بہرحال حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا تابعی ہونا متفق علیہ و مسلم ہے۔ ایک حدیث شریف یہ بھی سنئے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ترفع زينة الدنيا سنة خمسين ومائة یعنی عالم کی زینت و آرائش سن ایک سو پچاس میں اٹھالی جائے گی۔ یہ ۱۵۰ھ سن وصال ہے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا۔ اور چونکہ حضرت سیدنا امام اعظم کے فضائل و کمالات ظاہرہ و باطنہ میں گروہ تابعین کے اندر کوئی آپ کا مثل و نظیر پیدا نہ ہوا اور جب پیدا نہ ہوا تو ۱۵۰ھ میں آپ کے سوا اور کس عظمت والے نے دنیا سے سفر فرمایا۔ ارباب سیر و تواریخ کا اتفاق ہے کہ اس حدیث شریف کے مصداق اور اس فضل کے مستحق صرف حضرت سیدنا امام اعظم ہیں۔ خیرات الحسان میں ہے ومما يصلح الاستدلال به علىٰ اعظم شان ابي حنيفة ماروى عنه صلى اللّٰه عليه وعلىٰ اٰله وسلم انه قال ترفع زينة الدنيا سنة خمسين ومائة ومن ثم قال شمس الائمة

الکردری ان ھذا الحدیث محمول علیٰ ابی حنیفة لانہ مات تلك السنة یعنی ان دلائل میں سے جو حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان اور بزرگی و بلندی کو ظاہر کرتی ہیں یہ حدیث شریف ہے کہ حضور اکرم و اعظم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سن ڈیڑھ سو ہجری میں دنیا کی زینت اٹھالی جائے گی اور اسی وجہ سے حضرت شمس الائمہ کردری نے کہا یقیناً یہ حدیث حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کی فضیلت پر محمول ہے کیونکہ سن ڈیڑھ سو ہجری میں ہی آپ کا وصال ہوا ہے تو یہ عزت و برتری آپ ہی کی ہے اور یہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا ظہور بھی ہے۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ سب اماموں سے افضل و اقدم، اول و اعلم، اعز و اکرم تابعی ہیں اسی لئے مذہب حنفی سب سے اول مدون ہوا و نیز اجتہاد و استنباط مسائل کے لئے جو قواعد و شرائط آپ نے مقرر فرمائے تو تمام ائمہ نے ان کی ہی پیروی فرمائی۔ عارف ربانی امام شعرانی رضی اللہ عنہ نے میزان میں تحریر فرمایا فلما کان مذھب الامام ابی حنیفة اول المذاھب المدونة تدویناً فکذٰلك یکون اٰخرھا انقراضاً و بذٰلك قال اھل الکشف یعنی حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہبِ مہذب جس طرح مدون ہونے میں سب سے اول ہے اسی طرح ختم ہونے کے لحاظ سے بھی سب سے آخری ہوگا۔ اہل کشف نے ایسا ہی کہا ہے۔ اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات جلد دوم مکتوب نمبر ۵۵ میں فرماتے ہیں ”بے شائبۂ تکلف و تعصب گفتہ می شود کہ حقانیت ایں مذہب حنفی بنظر کشفی دررنگ دریائے عظیم می نماید و سائر مذاہب دررنگ حیاض و جداول بنظرمی درایند“ کہ مذہب حنفی ایک بڑے سمندر دریائے عظیم کی مثل ہے اور دوسرے مذاہب بمنزلۂ حوض اور چھوٹی نہروں کے ہیں۔ اور مکتوبات جلد اول مکتوب نمبر ۳۱۲ میں فرماتے ہیں ”اگر کسے گوید کہ ما علم بخلاف آں دلیل داریم گوئیم کہ علم مقلد دراثبات حل و حرمت معتبر نیست دریں باب ظن مجتہد معتبر است۔ احادیث راایں اکابر بواسطۂ قرب عہد و وفور علم و حصول ورع و تقویٰ از ما دور

افتادگاں بہتر می دانستند وصحت وسقم ونسخ وعدم نسخ آنہارا بیشتر از مامی شناختند البتہ وجہ موجہ داشتہ باشند در ترک عمل بمقتضائے حدیث''۔یعنی اگر کوئی کہے کہ مجھے مجتہدین کے خلاف کا علم ہے تو فرماتے ہیں ہم اس کو جواب دیں گے کہ مقلد کا علم حل وحرمت کے اثبات میں معتبر نہیں۔اس باب میں ظن مجتہد معتبر ہے۔اور حدیثوں کو یہ حضرات ائمۂ مجتہدین بسبب قرب زمانۂ اقدس اور زیادتی علم اور تقویٰ اور پرہیزگاری کے حصول کی وجہ سے ہم دور افتادوں سے بہتر جانتے ہیں اور صحت وسقم اور نسخ وعدم نسخ احکام کو بھی ہم سے زیادہ جانتے ہیں اور یقیناً وجہ موجہ رکھتے ہیں ترک عمل مقتضائے حدیث میں۔اور حضرت مجدد صاحب کی تعریف کٹر وہابی غیر مقلد نواب صدیق حسن خاں نے ریاض المرتاض میں یہ لکھی ''علوم مرتبہ کشفہائے مجدد الف ثانی دریافت باید کرد کہ از شمۂ صحونہ سرزدہ وگاہے مخالفِ شرع نیفتادہ بلکہ بیشتر را شرع مؤید است۔''اور فیوض الحرمین میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے لکھا ہے عرفنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم ان فی المذہب الحنفی طریقۃ ھی اوفق الطرق بالسنۃ المعروفۃ التی جمعت و نضجت فی زمان البخاری و اصحابہ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مجھے بتادیا کہ مذہب حنفی میں ایک ایسا بہترین راستہ ہے کہ بخاری وغیرہ کے زمانے میں جو سنت معروفہ جمع کی گئی اور جانچی گئی ہے اس کے ساتھ بہت موافق ہے۔اور امام ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان میں لکھا ہے کہ عن ابی معافی الفضل بن خالد قال رأیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم فقلت یا رسول اللّٰہ ماتقول فی علم ابی حنیفۃ فقال ذٰلک علم یحتاج الناس الیہ یعنی فضل بن خالد سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کی یا رسول اللہ آپ ابو حنیفہ کے علم کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں تو حضور نے فرمایا کہ یہ وہ علم ہے جس کے لوگ حاجتمند رہیں گے اور اسی خیرات الحسان میں مسدد بن عبدالرحمٰن بصری سے مروی ہے کہ

طلوع فجر کے کچھ پہلے میں مکہ معظّمہ میں رکن یمانی و مقام ابراہیم کے درمیان سو رہا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ کوفہ کے رہنے والے نعمان بن ثابت کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں۔کیا ان کے علم سے کچھ حاصل کروں تو ارشاد فرمایا۔خذمن علمه و اعمل بعلمه فنعم الرجل هو یعنی ان کے علم سے اخذ کرو اور ان کے علم پر چلو عمل کرو۔وہ بہت اچھے آدمی ہیں۔اور یہ دیکھئے وہابی نواب صدیق حسن خاں نے تقصار میں لکھا ہے۔معاذ رازی گفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم گفتم این اطلبك فرمود عند علم ابی حنیفة یعنی معاذ رازی نے کہا میں نے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زیارت کی تو عرض کی یا رسول اللہ آپ کو کہاں ڈھونڈوں۔کہاں پاؤں تو ارشاد فرمایا ابو حنیفہ کے علم کے پاس مجھ کو پاؤ گے۔غور فرمایئے کہ کیا عظمت وشان ہے حضور سیدنا امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فسبحٰن اللّٰه و بحمده

اب وہ آیات قرآنیہ بھی سماعت فرمایئے جن میں مقبولین وممدوحین خداوندی میں حضرت امام اعظم بھی شامل ہیں۔آیت اول وَ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ یعنی اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے۔

بخاری شریف میں ہے عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال کنا جلو سا عند النبی صلی اللّٰه علیه و علیٰ اٰله وسلم فانزلت علیه سورة الجمعة وَ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ وقال قلت مَن هُم یا رسول اللّٰه فلم یراجعه حتیٰ سأل ثلٰثا وفینا سلمان الفارسی رضی اللّٰه عنه فوضع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و علیٰ اٰله وسلم یده علیٰ سلمان ثم قال لوکان الایمان عند الثریا لنا له رجال او رجل من هؤلاء یعنی حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم بارگاہ نبوی میں حاضر تھے تو

آپ پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ط اوران میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا کرتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں تو حضور والا نے اس کا جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ تین بار یہ سوال پیش کیا اور اس وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی حضور میں حاضر تھے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت سلمان فارسی پر رکھا اور ارشاد فرمایا اگر ایمان ثریا ستارے کے پاس ہوگا تو حاصل کریں گے اس کو مردان فارس یا ایک مرد ذیشان ان لوگوں سے۔ رواه البخاری اس حدیث شریف نے بتایا کہ قرآن عظیم میں بھی حضرت امام اعظم کی بشارت عظمیٰ ہے اور آپ ممدوح الٰہی ہیں فالحمد للّٰه علیٰ ذٰلك

آیت دوم اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ ط یعنی اے لوگو! وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور اوروں کو لے آئے وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی ذٰلِكَ قَدِیْرًا ۝ اور اللہ کو اس کی قدرت ہے۔ تفسیر ابوالسعود اور تفسیر جمل میں ہے ویروی انها لما نزلت ضرب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و علیٰ اٰله وسلم بیده علیٰ ظهر سلمان وقال انهم قوم هٰذا یرید ابناء فارس یعنی مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے دست کرم سے حضرت سلمان فارسی کی پیٹھ کو شرف بخشا اور ارشاد فرمایا یقیناً وہ لوگ اس کی قوم ہیں۔ ارادہ فرمایا ابناء فارس کا۔ اور خوب ظاہر اور روشن ہے کہ ابنائے فارس میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مثل و نظیر پیدا نہ ہوا۔ تو یہ آیت مبارکہ بھی امام اعظم کی مبشر ہے فالحمد للّٰه رب العٰلمین۔

آیت سوم وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ یعنی اور سب میں اگلے پہلے مہاجر و انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے

راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔ جب سیدنا حضرت امام اعظم کا تابعی ہونا ثابت ہو چکا تو اس آیت مبارکہ کی بشارت میں بھی آپ یقیناً شامل ہیں کیونکہ تابعین کرام کی اس میں تعریف و توصیف ہے فالحمد لله رب العلمين اوراس حدیث شریف خير القرون قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم کے حکم کے مطابق حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ قرون مشهود لها بالخير سے قرن ثانی میں ہوئے و مقتضى خير القرون قرني ثم الذين يلونهم الخ افضلية الصحابة على التابعين و افضلية التابعي على من بعدهم یعنی اس حدیث شریف خير القرون قرني کا مقتضیٰ یہ ہے کہ حضرات صحابہ کی افضلیت تابعین پر اور تابعی کی افضلیت ان لوگوں پر جو ان کے بعد آئیں گے ثابت ہے۔ اور تذکرۃ الاصفیاء میں ہے ''حضرت امام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کنیت وے ابوحنیفہ ولقب وے امام اعظم و نام او نعمان بن ثابت و وے از خیر التابعین است و امام اول از ائمۂ اربعۂ دین و وے ہفت کس را از صحابۂ کبار نبوی دیدہ است و روایت ہم از بعض ایشاں کردہ کہ اسامی ایشاں ایں اند انس بن مالک و جابر بن عبداللہ و عبداللہ بن انس و عبداللہ بن ابی اوفیٰ و عبداللہ بن حارث و معقل بن یسار و واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہم''۔ اور حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں لکھا ''حضرت امام اعظم امام امامان و مقتدائے پیشیاں اشرف نقباء و علماء گویند کہ ہرگاہ بطواف روضۂ مدینہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم می رفت و می گفت الصلاة و السلام عليك يا رسول الله جواب می آمد و عليك السلام يا امام المسلمين یعنی جب آپ نے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر صلاۃ و سلام عرض کیا تو روضۂ اقدس سے جواب آیا و عليك السلام يا امام المسلمين۔ فسبحن الله و بحمده۔ ان آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ و اقوال مفسرین و ارشادات ائمۂ دین و محدثین و علمائے عارفین و اولیائے کاملین سے ثابت ہوا کہ حضرت سیدنا امام الائمہ امام

اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول الائمہ اور افضل الائمہ اور اعلم الائمہ واعز الائمہ واکرم الائمہ ہیں۔ اور آپ کے اصحاب اور شاگردان افضل التلامذہ ہیں۔ اور حدیث شریف کو یہ بیچارے غیر مقلد وہابی کیا جانیں۔ احادیث مبارکہ کو فقہائے کرام ہی جان سکتے ہیں۔ یہ دولت ومرتبہ خدائے تعالیٰ نے ان حضرات کو ہی بخشا ہے۔ یہ دیکھئے حضرت امام اجل سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ کہ امام شافعی اور امام احمد کے استاذ اور امام بخاری وامام مسلم کے استاذ الاستاذ اور اکابر ائمہ محدثین وفقہائے مجتہدین وتبع تابعین سے ہیں آپ ارشاد فرماتے ہیں الحدیث مضلة الا للفقهاء حدیث بہت گمراہ کرنے والی ہے مگر مجتہدوں اور فقیہوں کو۔ علامہ ابن الحاج مدخل میں فرماتے ہیں یرید ان غیرهم قد یحمل الشئ علیٰ ظاهره و له تاویل من حدیث غیره اودلیل یخفی علیه اومتروك اوجب ترکه غیر شئ مما لا یقوم به الامن استبحر و تفقه یعنی امام سفیان کی مراد یہ ہے کہ غیر مجتہد کبھی ظاہر حدیث سے جو معنی سمجھ میں آتے ہیں ان پر جم جاتا ہے۔ حالانکہ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں مراد کچھ اور ہے یا وہاں کوئی اور دلیل ہے جس پر اس شخص کو اطلاع نہیں یا متعدد اسباب ایسے ہیں جس کی وجہ سے اس پر عمل نہ کیا جائے گا۔ ان باتوں پر قدرت نہیں پاتا مگر وہ جو علم کا دریا بنا اور منصب اجتہاد تک پہنچا۔ یہ دیکھئے اسی مدخل میں ہے۔ حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں العمل اثبت من الاحادیث یعنی علماء کا عمل حدیثوں سے زیادہ مستحکم ہے۔ اور اسی مدخل میں ہے انه لضعیف ان یقال فی مثل ذلك حدثنی فلان عن فلان یعنی ایسی جگہ حدیث سنانا پوچ بات ہے بہت کمزور ہے۔ اور اسی مدخل میں ہے ایک جماعت ائمہ تابعین کو جب دوسروں سے ان کے خلاف حدیثیں پہنچتیں تو فرماتے ما نجهل هذا ولکن مضی العمل علیٰ غیره یعنی ہمیں ان حدیثوں کی خبر ہے مگر عمل اس کے خلاف پر گزر چکا۔ اور اسی مدخل میں ہے کہ امام محمد بن ابی بکر بن جریر سے بارہا ان کے بھائی کہتے تم نے فلاں حدیث پر کیوں نہ حکم

کیا تو آپ فرماتے لم اجد الناس علیه یعنی میں نے علماء کو اس پر عمل کرتے نہ پایا۔ اور اسی مدخل میں ہے کہ بخاری و مسلم کے استاذ الاستاذ امام المحدثین عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں السنة المتقد مة من سنة اهل المدینة خیر من الحدیث یعنی اہل مدینہ کی پرانی سنت حدیث سے بہتر ہے (الستة من الفضل الموهبی از حضور پرنور مرشدی سیدنا اعلیٰحضرت تاجدار اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ) تو حدیث پاک کی بزرگی ان وہابیوں کو معلوم ہی نہیں۔ یہ دیکھئے حافظ الحدیث امام ترمذی صاحب السنن فرماتے ہیں والفقهاء اعلم بمعانی الاحادیث یعنی حدیثوں کو فقہا ہی خوب سمجھتے ہیں فقیہ اور علم فقہ کی عظمت وفضیلت میں یہ حدیث شریف کافی ووافی ہے کہ حضور سیدنا امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں۔ نضر اللّٰه عبدا سمع مقالتی فحفظها و وعا ها وادا ها فرب حامل فقه غیر فقیه و رب حامل فقه الیٰ من هو افقه منه یعنی اللہ تعالیٰ اس بندہ کو سرسبز رکھے جس نے میری حدیث کو سنا اور یاد کیا اور اس کو دل میں جگہ دی اور ٹھیک اوروں کو پہنچا دی کہ بہت لوگوں کو حدیث یاد ہوتی ہے مگر اس کے فہم وفقہ کی لیاقت نہیں رکھتے۔ اور بہت لوگ اگرچہ فہم کی لیاقت رکھتے ہیں لیکن دوسرے ان سے زیادہ فہیم وفقیہ ہوتے ہیں۔ اخرجه الامام الشافعی و الامام احمد والدارمی و ابو داؤد و الترمذی وصححه ابن ماجة والضیاء فی المختارة و البیهقی عن زید بن ثابت والدارمی عن جبیربن مطعم و نحوه احمد والترمذی و ابن حبان بسند صحیح عن ابن مسعود والدارمی عن ابی الدرداء رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم اجمعین صرف حدیث کے الفاظ امبارکہ یاد کر لینا اگر حکم حدیث سمجھنے کے لئے کافی ہوتا تو اس ارشاد اقدس کے کیا معنی تھے۔ حدیث پاک نے فقیہ کی عظمت بھی بیان کی اور یہ بھی بتایا کہ محض حدیث شریف یاد کرنے سے مسئلہ سمجھ میں نہیں آسکتا۔ حدیث حفظ کرنا آسان ہے اور حکم حدیث سمجھنا دشوار

ہے اس کے لئے بہت سے علوم حاصل کرنے کے بعد علم فقہ کی ضرورت ہے۔ یہ دیکھئے امام ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان میں فرماتے ہیں کہ امام المحدثین حضرت سلیمان اعمش تابعی جلیل الشان سے (آپ اکابر ائمۂ تابعین اور شاگردان حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں) کسی نے چند مسئلے پوچھے اس وقت ہمارے امام ہمام سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مجلس میں حاضر تھے۔ امام اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ مسائل ہمارے امام اعظم سے دریافت کئے۔ حضرت امام اعظم نے فوراً صحیح جواب دیئے تو حضرت امام اعمش نے فرمایا۔ ان مسئلوں کے یہ جواب آپ نے کہاں سے پیدا کئے۔ حضرت امام اعظم نے فرمایا ان حدیثوں سے جو میں نے خود آپ ہی سے سنی ہیں یہ فرما کر وہ حدیثیں مع سندوں کے روایت فرمادیں۔ یہ سن کر حضرت امام اعمش نے فرمایا حسبك ماحدثتك به فی مائة یوم تحدثنی به فی ساعة واحدة ماعلمت انك تعمل بهذه الاحادیث یا معشر الفقهاء انتم الاطباء و نحن الصیادلة وانت ایها الرجل أخذت بکلا الطرفین یعنی بس کیجئے جو حدیثیں میں نے سو (۱۰۰) دن میں آپ کو سنائیں وہ آپ نے گھڑی بھر میں مجھ کو سنادیں مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ آپ ان حدیثوں میں یوں عمل فقہ کرتے ہیں۔ اے علم فقہ والو تم طبیب ہو اور ہم محدث لوگ عطار ہیں یعنی دوائیں پاس ہیں مگر ان کا طریق استعمال تم مجتہد لوگ ہی جانتے ہو اور اے ابوحنیفہ تم نے تو فقہ وحدیث دونوں دولتیں جمع کرلیں فالحمد للّٰه رب العلمین۔ غور فرمائیے کہ یہ محدثین کے استاذ اور خود حضرت امام اعظم کے استاذ مگر حضرت امام اعظم کی فقاہت کو دیکھ کر کس قدر مسرور ہوتے ہیں اور فقیہ اور علم فقہ کا خطبہ فرماتے ہیں۔ و نیز محدثوں کے مسلم استاذ الاساتذہ ہونے کے باوجود محدثوں پر فقہا کی عظمت اور بزرگی کس شان سے بیان کررہے ہیں۔ اور مثال دے کر دلوں میں فقہا کی عظمت کا سکہ بٹھا رہے ہیں کہ فقہا طبیب ہیں جو مرض بھی پہچانتے ہیں اور دوا بھی رکھتے ہیں۔ اور دوا کے خواص سے بھی واقف ہیں مریض کے حالات کے نسخے بھی مرتب

کرتے ہیں اور محدث نرے عطار ہیں کہ دوائیں لیئے بیٹھے ہیں نہ دوا کے خواص سے واقف نہ مرض کی ہی پہچان۔ بس مفید و مضر سب دوائیں جمع ہیں۔ تریاق بھی ہے اور سم قاتل بھی ہے لیکن وزن وطریق استعمال سے بے خبر ہیں۔ حضرت امام اعمش نے اتنا ہی نہ فرمایا بلکہ آگے حضرت سیدنا امام الاعظم کی مزید قدر و منزلت علم و فضل کا خطبہ یوں فرمایا کہ اے ابوحنیفہ آپ نے تو دونوں درجے دونوں مرتبے جمع کر لئے آپ طبیب بھی ہیں اور عطار بھی۔ آپ مرض کو بھی پہچانتے ہیں اور نسخہ بھی مرتب کرتے ہیں اور دوا بھی دیتے ہیں یعنی آپ افقہ الفقہا بھی ہیں اور اعلم المحدثین بھی ہیں۔ فالحمد للّٰہ رب العٰلمین۔

اس علم فقہ کی عظمت سے بھی وہابیہ غیر مقلدین جاہل ہیں اور اس عظیم دولت سے بھی محروم ہیں۔ اس وجہ سے عقائد میں بھی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور مسائل فرعیہ میں بھی بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ کبھی ابن تیمیہ و ابن قیم کے مقلد بنتے ہیں اور کبھی شوکانی و ابن عبدالوہاب نجدی کے۔ کبھی ثناء اللہ کے کبھی داؤد غزنوی کے۔ کبھی جونا گڈھی کے تو کبھی بھوپالی کے۔ کبھی ابراہیم سیالکوٹی کے تو کبھی قاسم بنارسی کے۔ مگر تقلید سے چھٹکارا نہیں ہوتا اور اس پر بھی راہ نہیں پاتے کیونکہ راستہ تو ملے گا حدیث کے سمجھنے والے کو یا جو اس سمجھنے والے کی پیروی کرے اس کو۔ صرف حدیث کے الفاظ یاد کرنے سے راستہ نہیں ملتا۔ پڑھ لو بخاری و مسلم کے دادا استاذ کا ارشاد جس کو کسی حنفی نے نقل نہیں کیا بلکہ ایک مالکی المذہب جلیل الشان محدث بیان کر رہے ہیں۔ وہابیہ کے بعض عقائد (۱) خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ صیانۃ الایمان صفحہ ۵ مطبوعہ مراد آباد مصنفہ شہود الحق شاگرد نذیر حسین۔ و یکروزی مصنفہ اسمٰعیل دہلوی۔ (۲) جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین نہ ہونے کا قائل ہے وہ مسلمان ہے۔ نصر المومنین صفحہ ۲ و ۳ و ۱۲ مصنفہ اخوند صدیق شاگرد نذیر حسین۔ (۳) قرآن کے لفظ خاتم النبیین میں الف لام عہد کا ہے یا مخصوص البعض ہے۔ نصر المومنین مذکور صفحہ ۲ و ۳۰ اس عقیدۂ کفریہ میں طیب جی کے دادا بانی مدرسہ دیوبند بھی برابر کے شریک و سہیم ہیں۔

دیکھو تحذیر الناس صفحہ ۳ و۱۴ و ۲۸۔ اور عقیدہ ۱ میں دیو بندیوں کے طاغوت اکبر رشید احمد صاحب شریک و سہیم ہیں دیکھو براہین قاطعہ صفحہ ۳۔ (۴) جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ حضور آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تشریعی نبوت کے خاتم ہیں نہ مطلق نبوت کے وہ مسلمان ہے۔ معاذ اللہ۔ نصر المومنین مذکور صفحہ ۲ و ۳ و ۱۶۔ (۵) حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تبلیغ احکام میں معصوم نہیں ۔ رد تقلید بہ کتاب المجید صفحہ ۱۲ مصنفہ حسین خاں مصدقہ نذیر حسین مطبوعہ فاروقی دہلی۔ (۶) نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خیال لانا شرک ہے۔ صراط مستقیم مصنفہ امام الوہابیۂ ہند اسمٰعیل دہلوی۔ (۷) حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں۔ تقویۃ الایمان مصنفہ امام الوہابیۂ ہند اسمٰعیل دہلوی۔ (۸) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بڑے بھائی کے برابر ہیں۔ تقویۃ الایمان مذکور۔ (۹) اللہ تعالیٰ مکر کرتا ہے۔ اصل عبارت ''سو اللہ کے مکر سے ڈرا چاہئے۔'' تقویۃ الایماں مذکور۔ (۱۰) ہاتھ کی لاٹھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے زیادہ نفع دینے والی ہے۔ کتاب التوحید شیخ نجدی بحوالہ شہاب ثاقب صفحہ ۵۷ مصنفہ حسین احمد شیخ دیو بند۔ (۱۱) زیارتِ روضۂ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کرنا بدعت وحرام ہے۔ کتاب التوحید شیخ نجدی۔ شہاب ثاقب صفحہ ۵۵ از حسین احمد صدر دیو بند۔ (۱۲) سفر روضۂ اقدس زنا کرنے کے برابر ہے۔ کتاب التوحید شیخ نجدی۔ شہاب ثاقب صفحہ ۵۵ از حسین احمد صدر جمعیۃ علمائے دہلی۔ (۱۳) جملہ اہل عالم وتمام مسلمانان دیار وامصار مشرک وکافر ہیں اور ان سے قتل وقتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ کتاب التوحید شیخ نجدی از شہاب ثاقب حسین احمد صدر جمعیۃ علمائے دہلی صفحہ ۵۱۔ (۱۴) تقلید ائمہ شرک ہے تقلید کرنے والے مشرک ہیں۔ ابن عبد الوہاب از شہاب ثاقب حسین احمد صدر جمعیۃ علمائے دہلی صفحہ ۶۷۔ (۱۵) علم محیط زمین ابلیس کے لئے ماننے والا مسلمان ہے اور رسول کریم کے لئے علم محیط زمین کا ماننے والا مشرک جہنمی ہے۔ براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ رشید احمد گنگوہی وخلیل

احمد اپیٹھی۔ خدا کی عطا سے بھی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے علم مانے تو شرک ہے۔ تقویۃ الایمان از اسمٰعیل۔ (۱۶) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا روضۂ اقدس قابل انہدام ہے۔ علامہ احمد بن علی مصری فصل الخطاب فی ردضلالات ابن عبدالوہاب میں لکھتے ہیں منها انه صح انه يقول لواقدر على حجرة الرسول صلى الله عليه وعلىٰ اٰله وسلم هدمته کہ ابن عبدالوہاب کہتا تھا اگر میں قدرت پاتا تو روضۂ رسول کو گرادیتا۔ شیخ نجدی۔ (۱۷) چھ سو برس کے بعد کے لوگ گمراہ ہیں۔ علامہ احمد مصری فصل الخطاب میں فرماتے ہیں ومنها انه ثبت عنه انه يقول الناس من ستة مائة سنة ليسوا علىٰ شيئ یعنی ابن عبدالوہاب نجدی کا یہ عقیدہ تھا کہ چھ سو برس کے بعد جتنے لوگ گزرے کوئی مسلمان نہ تھا۔ شیخ نجدی۔ (۱۸) شہدائے اصحاب رسول کی قبروں کو کھودنا جائز بلکہ ضروری ہے۔ چنانچہ ابن عبدالوہاب نجدی نے حضرت زید بن الخطاب وغیرہ کی قبروں کو کھودا اور کھدوایا اور عبدالعزیز بن سعود آنجہانی نے اپنے دور میں کھودیں۔ (۱۹) جو مسجدیں اصحاب رسول اللہ شہدا اور اولیاء کے مزارات کے قریب ہیں ان کا حکم مسجد کا نہیں بلکہ وہ کھودنے کے قابل ہیں۔ چنانچہ ابن عبدالوہاب نے ان کو کھدوایا اور اب کے نجدی نے بہتوں کو کھدوایا اور بہتوں کو جانے سے روک کر ویران کردیا۔ (۲۰) خدا عرش پر دراز وقائم ہے۔ دیکھو امام ابن تیمیہ مؤلفہ محمد یوسف کوکنی صفحہ ۱۶۸ میں ابن تیمیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے کے بعد عرش پر دراز اور قائم ہوگیا۔ اور اسی صفحہ پر لکھا پھر وہ عرش پر دراز اور قائم ہوگیا اور پھر اسی صفحہ ۱۶۸ میں لکھا کہ رحمٰن عرش پر دراز ہوگیا۔ (۲۱) ابن تیمیہ صفحہ ۱۷۰ میں عنوان ہے "بعض اعضاء خداوندی کا ذکر" اور پھر وجہ اللہ اور ید اللہ وغیرہما کو لکھ کر صفحہ ۱۷۶ میں لکھا اور ان الفاظ کو اسی طرح سمجھا جس طرح آج ایک خالی الذہن آدمی ان کے معانی سمجھ سکتا ہے۔ یعنی ابن تیمیہ ان آیات میں کسی تاویل کا قائل نہیں۔ ہاں عرش پر رحمٰن کے قیام میں ابن تیمیہ کا ساتھی شیخ نجدی بھی ہے۔ (۲۲) ابن تیمیہ کا فتویٰ ہے کہ اہل

اللہ سے استغاثہ کرنا درحقیقت ایک طرح کا شرک ہے۔ کتاب مذکور صفحہ ۵۲۸۔ (۲۳) ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کی قبور کی زیارت کرنا قطعی معصیت گناہ ہے۔ کتاب ابن تیمیہ صفحہ ۵۵۸۔ (۲۴) اور اسی کتاب کے صفحہ ۵۵۲ میں ہے کہ ابن تیمیہ نے نزول باری کے متعلق متکلمانہ بحث کی اور متکلمین کے خیالات کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ خدا آسمان دنیا پر اسی طرح اترتا ہے جس طرح کہ میں منبر کے ایک زینے سے دوسرے زینے پر اتر آتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ منبر کے ایک زینے سے دوسرے زینے پر اتر آئے۔

یہ چوبیس (۲۴) عقائد وہابیہ مختصراً حاضر ہیں کیا کسی وہابی میں دم ہے کہ احادیث مرفوعہ صحیحہ سے ان کو اسلام و ایمان ثابت کرے۔ یہ حال ہے ان بے اماموں غیر مقلدوں وہابیوں کا کہ کفریات وضلالات کے پھنکے لگاتے اور تمام مسلمانوں کو کافر ومشرک بناتے اور چھ سو برس کے بعد کے ائمۂ دین ومفسرین ومحدثین ومجتہدین وکاملین وعارفین ومسلمین ومومنین سب کو کافر مشرک بتاتے لکھاتے ہیں پھر بھی خود کو ٹھیٹ مسلمان ثابت کراتے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

چند مسائل بھی وہابیوں غیر مقلدوں کے سنئے (۱) مردوں کو سونے کے علاوہ اور چیزوں کا زیور پہننا جائز ہے۔ طریقۂ محمدیہ ترجمہ درر بہیہ مصنفہ صدیق حسن خان بھوپالی۔ (۲) پیشاب کرنے کے بعد پانی سے طہارت کرنا بدعت ہے۔ اعتصام السنہ صفحہ ۲۹ و ۳۰ و ۳۷۔ (۳) اپنی بیوی سے جماع کرے اور ابھی انزال نہ ہو تو بغیر غسل کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ ہدایت قلوب قاسیہ صفحہ ۳۶ از مولوی سعید شاگرد نذیر حسین۔ (۴) سوتیلی خالہ سے نکاح درست ہے۔ فتویٰ عبدالقادر غیر مقلد مصدقہ نذیر حسین۔ (۵) عبادات بدنیہ کا ایصال ثواب بدعت حقیقیہ ہے۔ معیار الحق صفحہ ۷۹ نذیر حسین۔ (۶) تیرہ رکعت سے زیادہ نوافل پڑھنا بدعت ہے۔ معیار نذیر حسین صفحہ ۲۲۔ (۷) ایک ثلث رات سے زیادہ عبادت کرنا

بدعت ہے۔ معیار نذیر حسین صفحہ ۲۲۔ (۸) پانی قلیل خواہ چلو بھر ہو وقوع نجاست سے ناپاک نہ ہوگا۔ طریقۂ محمدیہ صفحہ ۶ و ۷ صدیق حسن خاں بھوپالی۔ (۹) ظہر کا وقت مثل تک ہے۔ اور عصر کا آخر وقت سورج زرد ہونے سے پہلے تک اور عشا کا آخر وقت آدھی رات سے پہلے تک ہے۔ طریقۂ محمدیہ صفحہ ۱۰ صدیق حسن خاں اور معیار نذیر حسین صفحہ ۸۰ و صفحہ ۸۷۔ (۱۰) گرمیوں میں سورج ڈھلتے ہی ظہر کی نماز پڑھنا مستحب ہے۔ معیار نذیر حسین صفحہ ۸۶۔ (۱۱) قرآن عظیم کی قرات سبعہ جو متواترہ ہیں وہ متواتر نہیں ان کے اختلاف کو متواتر سمجھنا باطل ہے۔ اکسیر فی اصول التفسیر صدیق حسن خاں بھوپالی صفحہ ۴۔ (۱۲) اگر امام کی نماز میں خلل پڑے تو وہ خلل امام پر ہے نہ مقتدیوں پر۔ دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور۔ (۱۳) اور جائز ہے دودھ پلانا بڑی عمر والے مرد کو اگرچہ ڈاڑھی رکھتا ہو واسطے جواز نظر کے۔ دراسات مطبوعہ لاہور۔ (۱۴) خنزیر کو نجس العین سمجھنا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ عرف الجاری صدیق حسن خان بھوپالی۔ (۱۵) شراب، خون، مردار نجس نہیں البتہ اس کا کھانا حرام ہے۔ عرف الجاری صدیق حسن خاں۔ (۱۶) کافروں کا ذبح کیا ہوا جانور بشرطیکہ بسم اللہ کے ساتھ ہو حلال ہے۔ عرف الجاری صدیق حسن خاں۔ (۱۷) اگر بلا عذر شرعی کے نماز قضا ہو جائے تو اس کی قضا نہیں۔ از صدیق حسن خاں عرف الجاری۔ (۱۸) ایک ہی وقت میں اگر چار بیبیوں سے زیادہ نکاح کر کے رکھے تو جائز ہے۔ عرف الجاری صدیق حسن خاں۔ (۱۹) پیروان ائمۂ اربعہ اور سالکین سلاسل اربعہ کافر ہیں۔ اعتصام السنہ صفحہ ۷ و ۱۸۔ (۲۰) نجاست سگ ولحم خوک خلاف اسلاف۔ کہ سوئر کے گوشت کی ناپاکی میں اختلاف ہے۔ النہج المقبول صفحہ ۲۰ از نور الحسن بن صدیق حسن۔ (۲۱) دم مسفوح حرام ست نہ نجس یعنی بہتا خون حرام ہے ناپاک نہیں۔ النہج المقبول صفحہ ۲۰ از نور الحسن بن صدیق حسن خاں۔ (۲۲) حنفی شافعی مالکی حنبلی اور قادری چشتی نقشبندی سہروردی ہونا کفر ہے یہ لوگ کافر ہیں۔ تقویۃ الایمان تذکیر الاخوان از اسمٰعیل دہلوی۔ (۲۳) مدت حیض کی کمی اور زیادتی پر کوئی دلیل نہیں۔ النہج المقبول صفحہ ۲۲۔

(۲۴) زیور کی زکوٰۃ میں اختلاف ہے اور راجح عدم وجوب ہے۔ النہج المقبول صفحہ ۲۵۔ (۲۵) روضۂ اقدس کے قریب حاضر ہوکر اپنے لئے دعا کرنا بدعت ہے۔ النہج المقبول صفحہ ۴۳۔ (۲۶) سور کے پنیر مایہ سے شام میں جو پنیر بنتا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے۔ معاذ اللہ۔ اظہار الحق مطبوعہ اتالیق ہند لاہور۔ (۲۷) بغیر عذر کے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا جائز ہے۔ معیار الحق نذیر حسین۔ (۲۸) دودھ پیتے لڑکے کا پیشاب پاک ہے۔ طریقۂ محمدیہ صفحہ ۷ ونہج مقبول صفحہ ۲۰۔ (۲۹) عید کی نماز میں اذان ہے اقامت نہیں۔ دراسات اللبیب۔ (۳۰) اور حلالہ کرنا حرام ہے۔ دراسات اللبیب۔ (۳۱) لمبے لیٹنے سے وضو ٹوٹتا ہے۔ دراسات۔ (۳۲) جو تیمّم کے توڑنے والی ہیں وہی وضو کے توڑنے والی چیزیں ہیں۔ دراسات ونہج مقبول۔

غرضیکہ سیکڑوں مسائل فقہیہ ہیں جن میں وہابی غیر مقلد ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اور نفس پرستی میں پڑے ہیں۔ عورتوں کا محرم بننے کے لئے کتنا آسان طریقہ نکالا کہ اس عورت کا دودھ پی لے اگرچہ جوان مرد ہو۔ ذرا اس بے حیائی وبددینی کا تصور تو فرمائیے۔ یہ چند مسئلے بطور نمونہ پیش ہیں۔ امید کہ تہذیب ومتانت اور سنجیدگی کے ساتھ احادیث مرفوعہ متصلہ سے وہابی صاحبان جواب دیں گے یا مذہب غیر مقلدیت سے توبہ کر کے سنی مسلمان بنیں گے۔ اب اس کی پیش کردہ کتابوں کی عبارات سنئے اور دیکھئے کہ وہابی کس طرح مکر وفریب، عیاری وجعلسازی کرتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ باطل پرستوں کو مکر وفریب کرنا ضروری بھی ہے کہ دلائل سے وہ کورے ہوتے ہیں تو فریب دیتے ہیں۔ عقد الجید میں شاہ صاحب نے لکھا کہ ان فی الاخذ بھذہ المذاھب الاربعة مصلحة عظیمة و فی الاعراض عنھا مفسدة کبیرة یعنی ان چاروں مذہبوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے میں بڑی مصلحت ہے اور ان سب سے ہی روگردانی میں بڑا فساد ہے۔ اور پھر اسی میں وہ مصلحت و فائدہ بیان کرتے ہیں۔ ان الامة اجتمعت علیٰ ان یعتمد وا علی السلف فی

معرفة الشريعة فالتا بعون اعتمد وافی ذلك على الصحابة و تبع التابعين اعتمد واعلى التابعين وهكذافی كل طبقة اعتمد العلماء علیٰ من قبلهم و العقل يدل علیٰ حسن ذلك لان الشريعة لايعرف الا بالنقل والا ستنباط والنقل لا يستقيم الابان ياخذ كل طبقة عمن قبلها بالاتصال ولا بدفی الاستنباط ان يعرف مذاهب المتقدمين لئلا يخرج من اقوالهم فيخرق الاجماع یعنی امت مرحومہ نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ شریعت مطہرہ کے معلوم کرنے میں سلف اگلوں پر اعتماد کرنا ضروری ہے تو تابعین نے شریعت حاصل کرنے میں حضرات صحابہ پر اعتماد کیا اور تبع تابعین نے تابعین پر اور اسی طرح ہر دور میں علماء نے اپنے پہلے علماء پر اعتماد کیا اور عقل بھی اس کی خوبی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ شریعت کے معلوم کرنے کے دو طریقے ہیں ایک نقل دوسرے استنباط اور نقل جبھی صحیح ہوتی ہے کہ ہر طبقہ ہر دور والے اپنے پہلوں سے برابر متصلاً لیتے آئیں اور استنباط میں یہ بات ضروری ہے کہ پہلوں کا مذہب معلوم کرے اس لئے کہ ان پہلوں کے اقوال سے باہر نہ ہو جائے ورنہ اجماع امت کا مخالف قرار پائے گا۔ اور پھر اسی عقد الجید میں لکھتے ہیں ولیس مذهب بهذه الصفة الاهذه المذاهب الا ربعة یعنی اوران اخیر زمانوں میں اس صفت وشان کا کوئی مذہب متصل سوا ان چار مذہبوں حنفی شافعی مالکی حنبلی کے اور کوئی نہیں۔ وہابی غیر مقلدوں کو یہ دولت کہاں نصیب وہ تو چھ سو (٦٠٠) برس کے بعد کے لوگوں کو کافر مشرک بتا چکے۔ اوراسی عقد الجید میں شاہ صاحب نے لکھا اعلم ان العامی الصرف ليس له مذهب معين و انما مذهبه فتوى المفتی یعنی جاننا چاہئے نرے ان پڑھ کا مذہب مفتی کا فتویٰ ہوتا ہے۔ اوراسی عقد الجید میں لکھا ہے قال رسول اللّٰه صلی الله عليه وسلم اتبعوا السواد الاعظم۔ و لما اندرست المذاهب الحقة الاهذه الاربعة كان اتباعها اتباعا للسواد الاعظم والخروج عنها

خروجاً عن السواد الاعظم یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ اور جب ان چار مذہبوں کے سوا دوسرے مذاہب لوگ بھول گئے نسیاً منسیاً ہوگئے تو ان چاروں میں سے ہی کسی ایک کی اتباع کرنا سواد اعظم کی پیروی کرنا ہے اور ان سے باہر ہونا سواد اعظم سے باہر ہونا ہے۔ فرمائیے عقد الجید میں کیا ہے ۔ تو وہابی فریبی دھوکہ باز ہوا یا نہیں۔ اور اسی عقد الجید میں اجتہاد اور اس کی شرطیں بیان کر کے لکھتے ہیں واذالم یعرف نوعا من ھذہ الانواع فسبیله التقلید یعنی اور اگر ان علوم شریفہ ضروریہ مجتہدین سے کسی نوع کو نہیں جانتا تو پھر اس کو تقلید کرنا ہی واجب ہے۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلك

شاہ صاحب کے دامن میں غیر مقلد وہابی زیادہ چھپنے کی کوشش کرتے ہیں تو شاہ صاحب کے ہی اقوال ان کو خوب سنائیے۔ اور ایک بڑی چیز یاد رکھئے کہ شاہ صاحب خود مقلد حنفی تھے۔ ان کی کتابوں میں اگر کہیں کوئی عبارت تقلید شخصی کے خلاف ملے گی تو یا اس کا کوئی خاص مطلب ہوگا۔ اور یا وہ کسی اگلے وہابی کی الحاقی ہوگی۔ شاہ صاحب دورخی بات نہ لکھیں گے کہ ایک جگہ جائز بلکہ واجب اور دوسری جگہ وہی شرک وکفر۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔ یہ دیکھئے جناب شاہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں ھذہ المذاھب الاربعة المدونة المحررة قد اجمعت الامة اومن یعتمد به منها علیٰ جواز تقلیدھا الیٰ یومنا ھذا و فی ذٰلك من المصالح مالا یخفیٰ لاسیما فی ھذہ الایام التی قصرت الھمة جدًا واشربت النفوس الھویٰ واعجب کل ذی رأی برأیه یعنی یہ چاروں مذہب حنفی وشافعی ومالکی وحنبلی جو مدوّن ہوئے اور لکھے گئے یقیناً امت نے یا امت کے معتبروں نے ان کی تقلید پر اجماع کیا ہے۔ ابتدا سے ہمارے آج کے دن تک اور اس میں بہت مصلحتیں ہیں خصوصاً آج کے دور میں کہ ہمتیں کم ہیں اور دلوں میں خواہشات نفسانیہ رچ گئی ہیں اور اس سے زیادہ یہ کہ اہل الرائے

اپنی رائے کے پیچھے لگ گئے۔ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسالۂ مبدأ و معاد میں فرماتے ہیں۔ مدتے آرزوئے آں داشت کہ وجہے پیدا شود در مذہب حنفی تا در خلف امام قرأت فاتحہ نمودہ آید اما بواسطۂ رعایت مذہب بے اختیار ترک قرأت می کرد و ایں ترک را از قبیل ریاضت می شمرد آخر الامر اللہ تعالیٰ ببرکت رعایت مذہب کہ نقل از مذہب الحاد است۔ حقیقت مذہب حنفی در ترک قرأت ماموم ظاہر ساخت و قرأت حکمی از قرأت حقیقی در نظر بصیرت زیبا تر نمود کہ اپنے امام کے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب کو اختیار کرنا ملحد بننا ہے یعنی جو شخص بغیر شرائط انتقال کے اپنے مذہب کو چھوڑ دے وہ ملحد اور بے دین ہے۔ اور امام ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں انعقد الاجماع علیٰ عدم العمل بالمذاهب المخالفة للائمة الاربعة یعنی اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ ائمۂ اربعہ کے مخالف جو مذہب ہیں ان پر عمل نہ کیا جائے۔ اور شاہ صاحب انصاف میں لکھ گئے وبالجملة فالتمذهب للمجتهدين سر الهمه الله تعالى العلماء وجمعهم عليه من حيث يشعرون او لا يشعرون یعنی خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ان مجتہدین اربعہ کے مذاہب کی پابندی کرنا اور کسی ایک کی تقلید کو لازم پکڑنا ایک بڑا راز ہے جو اللہ تعالےٰ نے علماء کو الہام فرمایا اور اُن کو اس پر متفق و مجتمع کر دیا خواہ وہ اس کو چاہتے ہوں یا نہیں۔ اور حضرت مولانا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ تفسیر احمدی میں لکھتے ہیں والانصاف ان انحصار المذاهب فی الاربع و اتباعهم فضل الٰهی و قبولية من عند الله تعالیٰ لا مجال فيه للتوجيهات و الادلة یعنی اور انصاف یہ ہے کہ مذہبوں کا چار میں انحصار اور ان کا اتباع یہ فضل الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی قبولیت کی دلیل ہے اس میں توجیہات اور دلیلوں کا کچھ دخل نہیں۔ اور شاہ صاحب عقد الجید میں لکھتے ہیں ويجب علىٰ من لم يجمع هذه الشرائط تقليده فيما يعن له من الحوادث یعنی اس شخص پر جو ان شرطوں کا جامع نہیں تو جامع شرائط شخص کی تقلید کرنی واجب ہے ان حادثوں میں جو

اس کو پیش آئیں۔ اور امام الحرمین نے برہان میں لکھا ہے اجمع المحققون علیٰ ان العوام لیس لهم ان یعملوا بمذهب الصحابة بل علیهم ان یتبعوا مذهب الائمة الا ربعة الذین ذکروا اوضاع المسائل واو ضحوا طریق النظر یعنی محققوں نے اس امر پر اجماع کیا ہے کہ عوام کیلئے یہ درست نہیں کہ وہ حضرات صحابہ کے مذہب پر عمل کریں کیونکہ وہ مدون نہ ہوا۔ بلکہ عوام پر واجب ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کے مذہب کی تقلید کریں جنہوں نے مسئلوں کے وضع اور نظر کے طریقوں کو بیان کردیا ہے۔ فسبحٰن الله و بحمده۔ اور امام ابن حجر مکی شافعی نے فتح المبین شرح اربعین میں لکھا ہے اما فی زما ننا فقال ائمتنا لا یجوز تقلید غیر الائمة الاربعة الشافعی و مالك و ابی حنیفة و احمد بن حنبل رضی الله تعالیٰ عنهم یعنی لیکن ہمارے زمانہ میں تو ہمارے اماموں نے فرمایا ہے کہ بجز ائمہ اربعہ یعنی امام شافعی اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل کے اور کسی کی تقلید درست نہیں۔ اور تحریر میں ہے انعقد الاجماع علیٰ عدم العمل المذاهب المخالفة لائمة الار بعة یعنی اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ ائمہ اربعہ کے مخالف کسی مذہب پر عمل نہ کیا جائے۔ اور شاہ صاحب عقد الجید میں لکھتے ہیں وقطع الکیاء الهراسی بانه یجب علی العامی ان یلزم مذهباً معیناً یعنی یقیناً عوام پر واجب ہے کہ ایک ہی مذہب کو لازم پکڑیں اور ایک ہی مذہب معین پر عمل کریں۔ اور اسی عقد الجید میں لکھتے ہیں واختار فی جمع الجوا مع انه یجب ذٰلك ولا یفعله لمجر د التشهی بل یختار مذهباً یقلده فی کل شیءٍ یعنی اور جمع الجوامع میں فتویٰ دیا کہ واجب ہے یہ کہ مذہب معین کی پیروی کرے اور اس کو صرف اپنی خواہش نفسانی سے نہ کرے بلکہ جس مذہب کو چاروں میں سے اختیار کرے تو ہر حکم میں اسی کی پیروی کرے اسی کا مقلد رہے۔ اور اسی عقد الجید میں شاہ صاحب لکھتے ہیں والمرجح عندالفقهاء ان العامی المنتسب لا یجوز مخالفته یعنی فقہائے

محققین ومعتبرین کے نزدیک راجح اور مفتیٰ بہ یہی ہے کہ عوام کو جو کسی مذہب کی طرف منسوب ہوں ان کو اس مذہب کے خلاف عمل کرنا جائز نہیں۔ ذرا دیکھئے کہ شاہ صاحب کس شان سے مذہب معین کی تقلید کا وجوب اور اس پر قائم رہنے کی کتنی تاکید شدید لکھ رہے ہیں تو وہابی غیر مقلد جھوٹا فریبی ہوا یا نہیں۔ اور عارف ربانی امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میزان کبریٰ میں فرماتے ہیں فان قلت فهل يجب على المحجوب عن الاطلاع على العين الاولى للشريعة التقليد بمذهب معين فالجواب نعم يجب عليه ذٰلك لئلا يضل فى نفسه و يضل غيره یعنی جو شخص مرتبۂ اجتہاد کو نہیں پہنچا ہے کیا اس پر مذہب معین کی تقلید واجب ہے تو جواب یہ ہے کہ ہاں اس پر تقلید شخصی واجب ہے تاکہ نہ خود گمراہ ہو اور نہ دوسروں کو گمراہ کرے۔ معلوم ہوا کہ غیر مقلد گمراہ اور گمراہ گر ہیں۔ اور اسی میزان کبریٰ میں ہے صرح امام الحرمين وابن السمعانى والغزالى والكياء الهراسى وغيرهم و قالوا لتلا مذتهم يجب عليكم التقليد بمذهب امامكم الشافعى ولا عذر لكم عند الله فى العدول عنه یعنی امام الحرمین نے صراحت کی اور ابن سمعانی اور امام غزالی اور کیاء الہراسی وغیرہم نے اور سب نے اپنے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ تم پر واجب ہے اپنے امام شافعی کے مذہب معین کی تقلید اور اس سے دور ہونے میں تمہارے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور میں کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔ اور یہ تاکید ہر مذہب کے مقلد کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہی مذہب کا پابند رہے۔ اور فتاویٰ حمادیہ میں ہے ان العامى يعمل برأى امام واحد وقع عنده انه اعلم ولا يخالفه فى شىءٍ يهوىٰ نفسه عندنا یعنی بیشک عوام ایک ہی امام کی رائے پر عمل کریں جو امام بھی ان کے نزدیک افضل ہو اس کی پیروی عمر بھر کرتے رہیں اس کے خلاف کسی مسئلہ میں اپنی نفسانی خواہش سے نہ کریں۔ ہمارے مذہب کا یہی حکم ہے۔ اور فتاویٰ جواہر میں ہے لو انتقل الىٰ مذهب الشافعى لم تقبل شهادته وان كان عالماً یعنی اگر کوئی حنفی شافعی بن گیا تو اس کی

گواہی قبول نہ ہوگی اگر چہ وہ عالم دین ہو۔اور فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے۔ حنفی ارتحل الیٰ مذهب الشافعی یعزر یعنی جو حنفی شافعی مذہب کو اختیار کرے تو اسے سزادی جائے گی۔اور شامی میں ہے وان انتقل الیه لقلة مبالاه فی الاعتقاد الجرأة علی الانتقال من مذهب الیٰ مذهب کما یتفق له و یمیل طبعه الیه لغرض یحصل له فانه لا یقبل شهادته یعنی اگر دوسرے مذہب کی طرف بے پروائی سے انتقال کرے تو وہ مردود الشہادۃ ہے۔اور قہستانی میں ہے لو انتقل الیٰ مذهب الشافعی لم تقبل شهادته و ان کان عالمًا یعنی اگر کوئی حنفی مذہب شافعی کو اختیار کرے تو اس کی گواہی نامقبول ہے اگر چہ عالم ہو۔ اور فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے من ارتحل الیٰ مذهب الشافعی یعزر یعنی جو حنفی مذہب شافعی میں منتقل ہو جائے اسے سزادی جائے۔اور اس کے قریب فتاویٰ نسفیہ اور جواہر الفتاویٰ اور درمختار اور شرح تحریر وغیرہا میں ہے۔اور حضرت امام مالک کے بڑے مخصوص شاگرد رشید حضرت یحییٰ بن یحییٰ کے متعلق شاہ عبدالعزیز بستان المحدثین میں لکھتے ہیں یحییٰ بن یحییٰ در ہر مسئلہ اتباع اجتہاد امام مالک لازم گرفتہ بود مگر در چہار مسئلہ کہ مذہب ابن سعد مصری را اختیار می کرد و مردم آں دیار بسبب کمال اعتقاد حضرت امام مالک دریں مخالفت قلیلہ ہم بروے گرفت می کردند وانکار می نمودند۔ دیکھئے صرف چار مسئلوں میں خلاف کرنے کی وجہ سے ایسے جلیل الشان شاگرد رشید کی علمائے مغرب نے گرفت کی اور اس کو عیب سمجھا۔اور شرح تحریر میں ہے نقل الامدی و ابن الحاجب الاجماع علیٰ عدم جواز رجوع المقلد عما قلد فیه یعنی آمدی اور ابن حاجب نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ کسی مقلد کو اپنے مذہب سے پھرنا جائز نہیں۔اور حضرت امام احمد بن حنبل کا ارشاد جامع الرموز کتاب القضا میں منقول ہے عن احمد بن حنبل اذا کان فی المسئلة قول العلماء الثلثة لم یسع لا حد ان یخا لفهم۔ ان تمام ارشادات سے یہ معلوم ہو گیا اور خوب واضح ہو گیا کہ حنفی شافعی مالکی حنبلی چاروں کا

یعنی تمام اہلسنت و جماعت کا اجماع ہے کہ غیر مجتہد کو مذہب معین کی تقلید واجب ہے۔ اور جو عامی ایسا نہ کرے وہ گمراہ اور گمراہ گر ہے۔ اور جو خواہ مخواہ مذہب بدلے وہ شریعت سے کھیل کرنے والا لائق سزا مردود الشہادۃ ہے۔ اور تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں لم یبق فی فروع المسائل سویٰ هذه المذاهب الاربعة فقدا نعقد الا جماع المركب علیٰ بطلان قول یخالف کلهم۔ و قد قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و علیٰ اٰله وسلم لا تجتمع امتی علیٰ ضلالة۔ وقال اللّٰه تعالیٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَ نُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَ سَآءَتۡ مَصِيۡرًا ۝ یعنی اور فروعی مسائل میں کوئی مذہب نہیں باقی رہا سوا ان چار مذہبوں کے پس اجماع منعقد ہو گیا اس شخص کے قول کے بطلان پر جو ان کے مخالف ہو۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو شخص غیر سبیل مومنین کی پیروی کرے تو ہم اسے متوجہ کریں گے جدھر وہ متوجہ ہوا اور اس کو دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ اور تفسیر عزیزی میں شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں حکم ایشاں بطریق واجب للتخیر نیز لازم الاتباع است بر عوام امت زیرا کہ فہم اسرار شریعت ودقائق طریقت ایشاں رامیسر است۔ فَسۡئَلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝ یعنی ان حضرات ائمۂ مجتہدین کا حکم بطور واجب مخیّر کے عوام پر واجب ہے کیونکہ شریعت کے بھیدوں اور طریقت کی باریکیوں کی سمجھ ان حضرات کو ہی حاصل ہے۔ اور قرآن عظیم میں ہے کہ علماء سے پوچھو اگر تم کو علم نہیں ہے۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب انصاف میں یوں انصاف کرتے ہیں۔ اعلم ان الناس کانوا فی المائة الاولیٰ و الثانية غیر مجتمعین علی التقلید لمذهب واحد بعینه و بعد المائتین ظهر فیهم التمذهب للمجتهدین باعیا نهم وکان هذا هو الواجب فی ذٰلك الزمان یعنی جانو کہ پہلی صدی اور دوسری صدی میں لوگ ایک مذہب معین کی تقلید پر جمع نہ تھے یعنی

ایک مذہب معین کی ہر مسئلہ میں تقلید کو واجب نہیں سمجھتے تھے۔ اور دو سو برس کے بعد لوگوں میں تعین مذہب مجتہدین کا ظاہر ہوا یعنی تقلید شخصی مقرر ہوئی اور اس زمانہ میں یہی واجب تھا۔ سنی بھائی غور فرمائیں کہ اس زمانہ میں جو زمانۂ اقدس سے قریب تھا اس وقت میں مسلمانوں نے مذہب معین کی تقلید کو اپنے اوپر لازم و واجب کر لیا تو اس زمانہ میں جبکہ روزانہ نئے نئے فتنے ابھر رہے ہیں اور طبیعتوں میں مذہب سے آزادی و بے پروائی ہے مذہب معین کی تقلید کتنی ضروری و لازمی ہے۔ اور اس وجوب کے یہ معنی نہیں کہ پہلی صدی اور دوسری صدی میں لوگ تقلید شخصی کے قائل نہ تھے بلکہ اس زمانہ میں تقلید شخصی بالتخیر تھی کہ جو مسئلہ جس سے چاہا پوچھ کر اس پر عمل کر لیا مگر تیسری صدی میں جب وضاعون کذا بون کا دور دورہ ہوا تو علمائے امت نے ان کا دروازہ بند کرنے کیلئے اس امر پر اتفاق و اجماع کر لیا کہ ان چار میں ہی اہلسنت و جماعت محصور ہیں اور جو ان چار سے خارج ہے وہ اہلسنت سے بھی خارج ہے۔ اور مذہب معین کی پیروی کرنا واجب ہے۔ اب جو شخص ایک مذہب کا پابند نہ ہو وہ شریعت کو کھیل بنانے والا اور گمراہ و گمراہ گر ہے۔ اور ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں جو منتقل ہو وہ سزا کا مستحق اور مردود الشہادۃ ہے۔ چنانچہ آپ نے عبارات ائمۂ دین و محدثین و مفسرین و علمائے عارفین و اولیائے کاملین پڑھیں کہ اجمعت الامۃ۔ اجمع المحققون۔ اتفق العلماء۔ انعقدالاجماع اور یہ اجماع اتنا محبوب و مرغوب و ضروری العمل ہوا کہ محدثین کو بھی اس پر بغیر عمل کئے چارہ نہ ہوا۔ دیکھئے امام بخاری اپنے فضل و کمال کے باوجود شافعی ہوئے۔ اور امام مسلم و ابوداؤد و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ و دارقطنی و دارمی و بیہقی وغیرہم مذہب معین کے مقلد ہوئے۔ دیکھو عقد الجید و حجۃ اللہ البالغہ و انصاف وغیرہا۔ تو وہابی غیر مقلد تو پانچواں نیا مذہب ہے جس کی ابتدا ابن عبدالوہاب نے بتائی کہ ساتویں صدی سے ہے تو یہ کلھم فی النار میں ہوئے اور یہ اتباع مذہب معین کی اتنی ضروری و خوب و مرغوب ہوئی کہ برٹش کے ایجنٹ انگریزوں کے پٹھو امام الوہابیۂ ہند جناب اسمٰعیل دہلوی نے صراط مستقیم میں

لکھ دیا کہ ”دراعمال اتباع مذہب اربعہ کہ رائج درتمام اہل اسلام ست بہتر وخوب ست“ یعنی اعمال میں مذاہب اربعہ کی پیروی جو تمام اہل اسلام میں جاری ومروج ہے یعنی مذہب معین کی پیروی کرنا بہتر اور خوب ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ مذہب معین کی پیروی نہ کرنے کی خرابی بہت بری ہے۔ آپ ایک کٹر وہابی غیر مقلد سے سنئے۔ مولوی محمد حسین لاہوری نے اشاعۃ السنہ نمبر۲ جلد ۱۱ مطبوعہ ۱۸۸۸ء میں لکھا کہ ”پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ کفر وارتداد فسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دین داروں کے بیدین ہو جانے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔ گروہ اہل حدیث میں جو بے علم یا کم علم ہو کر ترک تقلید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں۔ اس گروہ کے عوام آزاد اور خود مختار ہوتے جاتے ہیں۔ اور یہ امر اس فرقہ کی مذہبی ترقی کے لئے سخت مضرت رساں اور سد راہ ہے۔“ وہابیو! دیکھو تمہارا پیشوا تمہاری غیر مقلدیت کا کتنا ماتم کر رہا ہے۔ چلو توبہ کرو وہابیت سے۔ اور سچے سنی مسلمان ایک مذہب معین کے پیرو ہو جاؤ۔ ورنہ یاد رکھو وہ ۲۵ برس کے تجربہ کی کہہ رہا ہے کہ غیر مقلدیت الحاد اور بے دینی اور ارتداد کا پیش خیمہ ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہ بات محمد حسین لاہوری وہابی غیر مقلد کی ہے لیکن وہ دور کی ہے نزدیک کی سناؤں۔ یہ دیکھئے بھارت کے وزیر اقراری وہابی آزاد از اسلام جناب ابوالکلام سے سنئے۔ یہ ہے آزاد کی کہانی خود کی زبانی صفحہ ۱۷۳ میں ہے۔ ”والد مرحوم کہا کرتے تھے کہ گمراہی کی موجودہ ترتیب یوں ہے کہ پہلے وہابیت پھر نیچریت، نیچریت کے بعد تیسری قدرتی منزل جو الحاد قطعی کی ہے اس کا وہ ذکر نہیں کرتے تھے اس لئے کہ وہ نیچریت ہی کو الحاد قطعی سمجھتے تھے لیکن میں تسلیم کرتے ہوئے اتنا اضافہ کرتا ہوں کہ تیسری منزل الحاد ہے۔ اور ٹھیک مجھے یہی پیش آیا۔ سرسید مرحوم کو بھی پہلی منزل وہابیت ہی کی پیش آئی تھی۔ اصل یہ ہے کہ عقائد وفکر کے توسیع وتطور کے لئے پہلی چیز یہ ہے کہ تقلید کی

بندشوں سے پاؤں آزاد ہوں۔ وہابیت اس زنجیر کو توڑتی ہے۔'' اور آزاد نے صفحہ ۳۸۳ میں کہا ''میں ایک بت کی طرح سرسید کی پوجا کرتا تھا۔'' اور صفحہ ۳۸۴ میں کہا کہ ''میں نے سرسید سے سب سے بڑی چیز جو اس وقت پائی تھی وہ یہی ترک تقلید تھی''۔ اور جب آزاد صاحب وہابی سے نیچری اور نیچری سے ملحد بن گئے تو صفحہ ۴۱۷ میں بیان دیا کہ ''اس کے بعد بالالتزام نماز ترک کردی۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد عید آگئی۔ اس میں شرکت ناگزیر تھی چنانچہ دوگانہ عید پڑھا لیکن پھر اس پر سخت ندامت ہوئی۔ اور یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ اس سے بھی اجتناب کرنا چاہئے۔'' اور اسی کے صفحہ ۴۱۶ میں ہے کہ ''چند دنوں کی فکر و کشمکش کے بعد ایک دن شب کو آخری فیصلہ کرلیا اور صبح سے نماز ترک کردی۔'' وہابی صاحبو! آزاد کی عبارات کو بار بار پڑھو اور پرانے تجربہ کار وہابی کی تجربہ والی آپ بیتی کو سمجھو کہ ترک تقلید جڑ ہے وہابیت کی اور وہابیت ماں ہے نیچریت کی اور نیچریت کی چہیتی بیٹی ہے الحاد۔ اور آزاد اقراری ملحد تھا۔ اور آزاد کی گواہی سے سرسید بھی ملحد تھا۔ تو آزاد کے قول سے تقلید شخصی نہ کرنے والے وہابی نیچری ملحد ہوتے ہیں۔ اور یہ دیکھئے افاضات یومیہ حصہ چہار صفحہ ۸۱ میں جناب اشرف علی صاحب تھانوی نے لکھوایا کہ ''بدعتی کے معنی ہیں باادب بے ایمان اور وہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان۔'' اور پھر اسی کے صفحہ ۱۰۷ میں لکھوایا کہ ''وہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان اور بدعتی کے معنی ہیں باادب بے ایمان''۔ یہ تھانوی جی وہی ہیں جن کو برٹش گورنمنٹ نے چھ سو روپے ماہواری دے کر خریدا اور اپنا ایجنٹ بنایا تھا۔ وہ وہابی کو بے ادب بتا رہے ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ وہابی بڑے بے ادب ہیں حد یہ کہ خدائے تعالیٰ کو جھوٹا۔ عیبی بتائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم اقدس کو جانوروں اور پاگلوں کے علم کے برابر لکھائیں (حفظ الایمان صفحہ ۷ و ۸) اور ابلیس لعین کے علم سے کم بتائیں (براہین قاطعہ صفحہ ۵۱) اور نبیوں کو جھوٹا لکھائیں۔ (تصفیۃ العقائد) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو آخری نبی نہ مانیں (تحذیر الناس صفحہ ۳ و صفحہ ۱۴ و صفحہ ۲۸) اور حضور اعلم الخلق صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اردو زبان

سیکھنے میں اپنے مولویوں کا شاگرد بنائیں (براہین قاطعہ صفحہ ۲۸)۔ تو یہ بے ادب ہی بے ایمان ہیں۔ تھانوی جی کو دھوکہ ہوگیا ورنہ عبارت تھی وہابی بے ادب بے ایمان کو کہتے ہیں اور بدعتی باادب باایمان کو کہتے ہیں۔ وہابی صاحبو! خدارا اپنی ہڈی بوٹی پر رحم کرو اور وہابیت سے توبہ کر کے سنی مسلمان مقلد مذہب معین بنو۔ ہم نے تمہارے بڑوں پرکھوں پرانوں سیانوں کے اقوال سے وہابیت اور ترک تقلید کی خرابیاں تم پر واضح سے واضح تر کردیں۔ اور سنی بھائی غور فرمائیں کہ وہابی کے سوال والی کتابوں کا کتابوں سے جواب ہوگیا۔ اور توسط ائمہ کی نفی کا بھی جواب ہوگیا اور بفضلہٖ تعالیٰ تفصیلی جواب لاجواب ہوگیا فالحمد للّٰہ ۔ اور سواد اعظم بھی معلوم ہوچکا کہ حنفی شافعی مالکی حنبلی تمام اہلسنت کا اجماع ہے تقلید شخصی مذہب معین کے وجوب پر اور مزید دلائل آگے آرہے ہیں۔ اور سندھی کا قول ناقابل اعتبار ہے۔ ہاں غیر مقلد وہابیوں کی دہن دوزی کو مقدمہ شرح وقایہ کی ایک عبارت سنئے۔ لکھتے ہیں فان قال قائل ان هذه المناقب التی ذکرو ها کلها بلا سند و مثله لا یعتمد قلنا لا بل هی مسندة فی حلیة الا ولیاء لا بی نعیم الا صفهانی وتاریخ الخطیب البغدادی وغیرهما من کتب الا ستناد مع ان ذاکری هذه الا و صاف الجمیلة ونا قلی هذه المدائح الجلیلة عمد الاسلام الذین یرجع الیهم ویستند بقولهم و یحتج بنقلهم فی باب التراجم والا خبار و الا حکام و هذا القدر کاف و لا ثبات فضله شاف یعنی اگر کوئی کہے کہ امام اعظم صاحب کے یہ مناقب کہ جو لوگوں نے بیان کئے ہیں سب بلا سند ہیں اور بلا سند بات معتبر نہیں۔ تو ہم جواب دیں گے کہ یہ بات نہیں بلکہ وہ تمام مناقب باسند ہیں حلیۃ الاولیا ابونعیم اصفہانی اور تاریخ بغدادی اور دوسری مستند و معتبر کتابوں میں سند کے ساتھ موجود ہیں۔ باوجود اس کے وہ حضرات جنہوں نے یہ اوصاف جمیلہ اور مدائح جلیلہ حضرت امام اعظم کے بیان فرمائے ہیں وہ اسلام کے ستون ہیں لوگ ان کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کے ارشادات سے سند

پکڑتے ہیں اور باب تراجم میں ان کی نقل سے حجت لاتے ہیں اور اتنا بیان ان کا مرتبہ ظاہر کرنے کو کافی اور ان کی بزرگی ثابت کرنے کیلئے شافی ہے۔ اور وہابی کا یہ کہنا کہ مذاہب اربعہ کی تقلید قرآن وحدیث سے منصوص چیز نہیں ہے۔ اس میں وہابی جھوٹا ہے۔ تفصیلی دلائل آگے آئیں گے۔ مختصراً یہ ہے کہ قرآن عظیم نے فرمایا فَسْـئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ کیا ان علم والوں سے حضرات ائمہ اربعہ کو کوئی وہابی کسی حدیث مرفوع متصل سے خارج بتا سکتا ہے۔ اور جب نہیں اور ہرگز نہیں تو ان حضرات کی تقلید پیروی ثابت ہے۔ اور قرآن عظیم فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج ان اولی الامر میں حضرات مجتہدین کرام ائمہ اربعہ داخل ہیں یا نہیں۔ نہیں تو ثبوت۔ اور اگر داخل ہیں اور یقیناً داخل ہیں تو قرآن کریم سے ان کی تقلید ثابت ہے کیونکہ یہ حضرات اولی الامر ہیں۔ تو وہابی جھوٹا ہی ہے۔ اور شاہ صاحب کی ہی زبان سے سنئے کہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں وكان ابن عباسٍ رضى الله تعالىٰ عنهما بعد عصر الاولين تنا قضهم فى كثيرمن الاحكام و اتبعه فى ذٰلك اصحابه من اهل مكة یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اگلوں یعنی خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ کے بعد مکہ معظّمہ میں موجود تھے اور بہت سے مسائل میں آپ نے پہلوں کے خلاف فتوے دیئے اور مکہ والے آپ کے اصحاب ان مسائل میں آپ کی پیروی کرتے تھے۔ یہ تقلید نہ تھی تو کیا تھی۔ اور زمانۂ صحابۂ کرام میں تھی۔ پہلی صدی میں تھی۔ تو وہابی اس میں بھی کذاب ہے۔ اور دیکھئے جناب شاہ صاحب عقد الجید میں لکھتے ہیں ان الناس لم يزالوا من زمن الصحابة الى ان ظهرت المذاهب مقلدون من اتفق من العلماء من غير نكير من يعتبر انكاره ولو كان ذٰلك باطلاً لانكروه یعنی یقیناً سب لوگ زمانۂ صحابہ سے ان مذاہب اربعہ حنفی شافعی مالکی حنبلی کے ظاہر ہونے تک برابر ہمیشہ کسی نہ کسی عالم کی تقلید کرتے ہی رہے اور اگر یہ تقلید شخصی باطل ہوتی تو

علمائے کرام ضرور ضرور انکار کرتے۔ اور وہ انکار کتابوں میں منقول و مذکور ہوتا۔ دیکھئے شاہ صاحب زمانۂ صحابہ سے تقلید شخصی کا وجود بیان کر رہے ہیں۔ تو وہابی جھوٹا ہے یا نہیں۔ اور حضرت شیخ محقق مولٰینا عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں کہ ''قرارداد علماء و مصلحت دید ایشاں در آخر الزماں تعیین و تحقیق مذاہب است وضبط و ربط وکار دین و دنیا ہم دریں صورت بود از اول مخیرّ است ہر کدام را کہ اختیار کند صورت دارد ولیکن بعد از اختیار یکے بجانب دیگر رفتن بے تو ہم سوء ظن و تفرق و تشتت در اعمال و احوال نخواہد بود۔ قرارداد متاخرین علماء این است وھو المختار وفیہ الخیر۔ یعنی علماء کا فیصلہ اور مصلحت آخر زمانہ میں تعیین اور تحقیق مذہب کی ہے۔ اور دین و دنیا کے کاموں کا ربط وضبط بھی اسی صورت میں ہے۔ اول میں مختار ہے جس مذہب کو چاروں میں سے چاہے پسند کرے مگر ایک مذہب کو تحقیق کر کے پسند کرنے کے بعد دوسرے مذہب میں جانا بغیر تو ہم سوء ظن اور پراگندگی اور پریشانی اعمال اور احوال کے نہ ہوگا۔ علمائے متاخرین کا یہی فیصلہ ہے۔ اور یہی مذہب مختار و پسندیدہ ہے اور اسی میں بھلائی ہے۔ اور حضرت شیخ محقق رضی اللہ عنہ اسی شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں ''وبالجملہ مذہب حق طریق وصول منزل مقصود و ابواب در آمدن خانۂ دین ایں چہار است ہر کہ راہے ازیں راہ ہا و درے ازیں در ہا اختیار نہ نمودہ براہ دیگر رفت و درے دیگر گرفت عبث و یاوہ باشد و کارخانۂ عمل را از ضبط و ربط بیروں افگند و از راہ مصلحت بیروں افتاد'' یعنی مذہب حق اور منزل مقصود کو پہنچنے کا راستہ اور دین اسلام کے گھر میں داخل ہونے کے دروازے یہی چاروں مذہب ہیں جس شخص نے ایک راستہ ان راستوں میں سے اور ایک دروازہ ان چاروں دروازوں میں سے اختیار نہ کیا اور دوسرے راستہ چلا اور کوئی اور دروازہ پکڑا تو یہ عبث اور بیہودہ ہوگا اور کارخانۂ عمل ربط وضبط سے باہر ہوگا اور راہ مصلحت سے دور پڑے گا۔

ذرا احادیث مبارکہ کی سماعت و قرأت کا ثواب حاصل فرمائیے

(۱) (۲)عن حذيفة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وعلیٰ اٰله وسلم اقتدوابالذین من بعدی ابی بکر وعمر یعنی میرے بعد ابوبکر اور عمر کی اقتدا کرو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور ابونصر اتنا اور زیادہ کرتے ہیں فانهما حبل اللّٰه المدود فمن تمسك بهما تمسك بالعروة الوثقیٰ لا انفصام لها یعنی وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی ڈوری ہیں تو جس شخص نے ان کو مضبوط پکڑ لیا اس نے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جو ٹوٹنے کا نہیں۔ رواه الترمذی ۔ والامام الاعظم عن ابن مسعود رضی اللّٰه عنه۔

(۳)عن ابن مسعود رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و علیٰ اٰله وسلم اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر و عمر و اهتدوا بهدی عمار و تمسکوا بعهد ابن مسعود رضی اللّٰه عنهم یعنی اقتدا کرو میرے بعد ان لوگوں کی میرے اصحاب میں سے ابوبکر اور عمر کی اور ہدایت حاصل کرو ارشاداتِ عمار بن یاسر سے اور چنگل مارو مضبوط پکڑو عبداللہ بن مسعود کے قول کو۔ رضی اللّٰه عنهم۔ رواه الترمذی۔

(۴) عن حذيفة رضی اللّٰه عنه قال کنا جلوساً عند النبی صلی اللّٰه علیه و علیٰ اٰله وسلم فقال لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی واشار الیٰ ابی بکرو عمر یعنی ارشاد فرمایا میں اٹکل سے نہیں بتاتا کہ میں کتنے دن تم میں ظاہری شان سے رہوں گا اور میرے بعد ان کی پیروی کرو اور اشارہ فرمایا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرف۔ رواه الترمذی ۔ اسی کو تقلید شرعی کہتے ہیں۔

(۵)عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و علٰی اٰله وسلم اصحابی کالنجوم فبا یهم اقتدیتم اهتدیتم یعنی ارشاد فرمایا میرے اصحاب ستاروں کی مثل ہیں تو جس کی تم پیروی کروگے

ہدایت یاب ہوگے۔

(۶) ارشاد فرمایا علیکم بسنتی و سنة الخلفاءِ الراشدین المھدیین عضوا علیھا بالنواجذ یعنی میری سنت کو لازم پکڑو اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑو اور اپنے دانتوں سے مضبوط تھام لو۔ رواہ ابوداود و الترمذی۔ یہ تقلید شخصی شرعی ہے یا نہیں۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا یا نہیں۔ اور صحابۂ کرام نے ان حدیثوں پر عمل کیا تو حضرات صحابۂ کرام کے دور میں تقلید شخصی کا وجود ہوا یا نہیں۔

(۷) اور یہ حدیث پاک بھی سنئے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا فیصلہ کیونکر کرو گے۔ فتویٰ کہاں سے دو گے۔ تو عرض کی قرآن حکیم سے۔ ارشاد فرمایا اگر قرآن میں نہ پاؤ۔ تو عرض کی حضور والا کے ارشادات سے۔ ارشاد فرمایا اگر میری حدیثوں میں بھی نہ پاؤ۔ عرض کی اجتھد برأی پھر اجتہاد کر کے فیصلہ کروں گا۔ تو ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ہی کیلئے حمد ہے جس نے اپنے رسول کو بہتر توفیق بخشی۔ اس حدیث پاک میں اجتہاد اور تقلید شخصی دونوں کی تعلیم ہے۔ اجتہاد تو ظاہر ہے۔ اور تقلید یوں کہ جب وہ اجتہاد کر کے فیصلہ دیں گے۔ اور فیصلے دیئے تو مسلمان مانیں گے۔ اور مسلمانوں نے مانے۔ اور یہی ہے تقلید۔ پھر یہ یاد رہے کہ یہ عہد پاک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہے اور حضرت معاذ کا اجتہاد بھی جاری اور آپ کی تقلید بھی کی جا رہی ہے۔ الحمد للہ کہ وہابی ہر بات میں جھوٹا ثابت ہو چکا۔ و نیز یہ بھی اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضرت معاذ کے اس حال میں اجتہاد کرنے اور مسلمانوں کے اس پر عمل پیرا ہونے سے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خوش ہوئے اپنی مسرت کا اظہار فرمایا۔ تو تقلید شخصی مامور بہ بھی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خوشی کا سبب بھی ہے۔ لیکن وہابی اس دولت سے محروم ہے کیونکہ اس کا پیشوا نجدی چھ سو برس کے بعد کے سب مسلمانوں کو کافر مشرک بے دین بتا چکا۔ تقلید کی نعمت عظمیٰ

اہلسنت کو ہی عطا ہوئی ہے۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلك۔

(۸) اور نسائی شریف میں ہے ان ابن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه سئل عن امرأۃٍ مات عنها زوجها و لم یفرض لها فقال لم ار رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و علیٰ اٰله وسلم یقضی فی فاختلفوا علیه شهراً والجواب فاجتهد برأیه و قضیٰ بان لها مهر نسا ئها لا وکس ولا شطط و علیها العدۃ و لها المیراث فقام معقل بن یسار فشهد با نه صلی اللّٰہ علیه و علیٰ اٰله وسلم قضیٰ بمثل ذٰلك فی امرأۃ منهم ففرح بذٰلك ابن مسعود فرحة لم یفرح مثلها قط بعد الاسلام یعنی ایک عورت کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ عورت کا شوہر مر گیا اور اس کا مہر کچھ مقرر نہیں کیا تھا تو اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا اس مسئلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا کوئی فیصلہ میرے علم میں نہیں ہے۔ تو وہ لوگ مہینہ تک آپ کے پاس آتے جاتے اور اس سوال کے جواب کیلئے اصرار کرتے رہے۔ تو آپ نے اپنی رائے سے اجتہاد فرما کر مسئلہ کا جواب دیا کہ اس عورت کے لئے مہر مثل ہے نہ کم اور نہ زیادہ اور عدت اس پر واجب ہے اور میراث بھی پائے گی۔ یہ جواب سن کر صحابی رسول حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور شہادت دی کہ یقیناً ایک عورت کے حق میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ایسا ہی فیصلہ فرمایا تھا۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس قدر مسرور ہوئے کہ کبھی دور اسلام میں اتنے مسرور نہ ہوئے تھے۔ کیا یہ تقلید شخصی نہیں۔ اور کیا یہ دور صحابہ نہیں۔ اور کیا تقلید شخصی کوئی اور چیز ہے۔ یہ حدیث شریف تو اس مقدس دور میں تقلید شخصی کی اتنی اہمیت بتاتی اور علم فقہ اور فقاہت کی عظمت سکھاتی ہے کہ ایک مہینہ تک جواب کیلئے آتے اور اصرار کرتے رہے۔ پھر آپ نے اجتہاد فرما کر فیصلہ کیا۔ فتویٰ دیا۔ تو اجتہاد بھی ثابت اور تقلید بھی ثابت۔ فالحمد للّٰہ رب العٰلمین۔

(۹) بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لا تسئلونی مادام ھذا الحبر فیکم یعنی مجھ سے مسئلہ نہ پوچھا کرو جب تک یہ دانشمند عالم یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تم میں تشریف فرما ہیں۔ اس حدیث سے بھی حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تقلید شخصی کا ثبوت ظاہر ہے۔ تو جس تقلید کا حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حکم فرمایا اور جس پر حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عمل کیا اور حضرات تابعین نے عمل کیا اور اسی پر تبع تابعین نے عمل کیا۔ اسی تقلید ماموریہ پر تصلب اور پختگی کے ساتھ عمل کرنے کا تیسری صدی میں عہد و پیمان ہو گیا۔ تو یہ تقلید کوئی نئی چیز نہ ہوئی بلکہ وہی چیز ہے جو زمانۂ اقدس میں مامور شرعی تھی۔ اور یہی مطلب ہے شاہ صاحب کی اس عبارت کا جو انصاف میں ہے کہ وبعد المائتین ظھر فیھم التمذھب للمجتھدین باعیانھم و قل من کان لا یعتمد علیٰ مذھب مجتھد بعینہ وکان ھذا ھو الواجب فی ذٰلک الزمان ۔ اور خوب ظاہر و باہر ہے کہ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے اپنے دور میں ممالک اسلامیہ میں عامل و حاکم مقرر کر کے بھیجتے تھے۔ اور جہاں وہ حضرات مقرر و متعین ہوتے تھے ان بلاد و امصار و قریٰ کے مسلمانوں پر ان کے فیصلوں کا ماننا ان کے فتوؤں کی پیروی کرنا ضروری تھا۔ پھر یہ کہ کسی امر کسی مسئلہ میں اس حاکم و رعایا کا اختلاف ہوتا تو خلیفۂ وقت کے حضور میں پیش ہوتا اور امیر المومنین کا جو فیصلہ ہوتا اس کو سب مانتے۔ بتاؤ یہ تقلید شخصی ہے یا نہیں۔ کیا یہ تقلید شخصی کسی اور چیز کا نام ہے۔ اور یہ دور صحابہ اور ادوار حضرات خلفائے راشدین میں ہوا اور یقیناً ہوا اور برابر ہوتا رہا۔ پھر اس تقلید شخصی کو وہابی کا یہ کہنا کہ چار سو سال تک تمام دنیا کے مسلمان اس سے ناآشنا تھے۔ کتنا کھلا ہوا جھوٹ اور صریح عناد اور ڈھٹائی و ہٹ دھرمی ہے۔ ہاں دوسری صدی کے بعد جب ہرج مرج والے فتنہ پردازوں فسادیوں کا دور دورہ ہوا تو امت نے یہ طے کیا کہ ان چار مذہبوں کے علاوہ دوسرے مذاہب مکمل طور پر مدون بھی نہ ہوئے اور

جتنے ہوئے تھے وہ بھولے بسرے بھی ہوگئے۔ لہذا ان چار مذہبوں کی ہی پیروی میں اب اہلسنت و جماعت کو محصور کردو۔ اور تعیین مذہب ضروری و لازمی ہے۔ اس کو یوں سمجھئے کہ خلافت راشدہ کے دور میں جس طرح امیر المومنین کا فتویٰ آخری اور واجب العمل ہوتا تھا اسی طرح اب ان چار مذاہب میں سے کسی ایک کو پسند کرکے معین کرنا اور ہر مسئلہ میں اسی ایک مذہب کی پیروی ضروری و لازمی ہے۔ تو یہ کوئی جدید چیز نہیں بلکہ وہی امور شرعی قدیم چیز ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ کچھ دلائل بیان ہوئے اور مزید آگے آرہے ہیں۔ اور شاہ صاحب سے سنئے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں ثم انهم تفرقوا فی البلاد وصار کل واحد مقتدیٰ ناحیة من النواحی وکثرت الوقائع و دارت المسائل فاستفتوا فیها فاجاب کل واحد حسب ما حفظه او استنبط و ان لم یجد فیما حفظ او استنبط ما یصلح للجواب اجتهد برأیه یعنی پھر حضرات صحابہٗ کرام رضی اللہ عنہم متفرق شہروں میں پھیل گئے اور ہر ایک ان میں سے ایک ایک علاقہ کا مقتدا پیشوا ہوگیا اور بہت سے واقعات اور مسائل پیش آئے تو لوگوں نے ان حضرات صحابہ سے فتوے پوچھے تو ہر ایک نے اپنی یاد کے موافق جواب دیئے یا استنباط کرکے جواب دیئے اور اگر اپنی یاد حفظ اور استنباط صحابہ میں جواب نہ ملا تو اپنی رائے سے اجتہاد کیا۔ اور مسئلہ کا جواب دیا۔ یہی تقلید شخصی ہے اور پہلی ہی صدی میں ہے۔ اور حضرات ائمہٗ اربعہ سے پہلے ہی اس تقلید شخصی کا وجود تھا۔ ہاں مخیّر تھے یعنی تمام مسائل میں کسی ایک ہی کے پابند نہ تھے۔ لیکن اصل چیز تقلید شخصی ہے اور وہ بخوبی موجود تھی۔ اب جو تقلید شخصی کو شرک و کفر بتانے والے وہابی ہیں ان کے دھرم میں حضرات صحابہٗ کرام و تابعین عظام و تبع تابعین کون ہوئے۔ اور امام بخاری وغیرہ محدثین جو مقلد ہوئے وہ کون ہوئے۔ اور خود شاہ ولی اللہ صاحب جو مقلد بیک مذہب تھے اور تقلید مذہب معین کو واجب بتاتے رہے وہ کون ہوئے۔ بینوا توجروا۔ کیا کوئی وہابی ان سوالوں کا صاف صاف بلا ہیر پھار جواب دے گا۔

پھر شاہ صاحب انصاف میں لکھتے ہیں فان قلت کیف یکون شئ واحد غیر واجب فی زمانٍ و اجباً فی زمان اٰخر مع ان الشرع واحد فلیس قولك لم یکن الاقتداء بالمجتهد المستقل واجباً ثم صار واجباً الا قولاً متنا قضاً متها فتاً قلت الواجب الاصلی هوان یکون فی الامة من یعرف الاحکام الفرعة من ادلتها التفصیلیة اجمع علیٰ ذٰلك اهل الحق و مقدمة الواجب واجبة فاذا کان للواجب طرق متعددة وجب تحصیل طریق من تلك الطرق غیر متعین واذا تعین له طریق واحد وجب ذٰلك الطریق یعنی اگر تو یوں کہے کہ ایک ہی چیز ایک زمانہ میں غیر واجب اور دوسرے زمانہ میں واجب کیسے ہوسکتی ہے حالانکہ شریعت ایک ہے۔ تو آپ کے اس قول میں کہ پہلے مجتہد مستقل معین کی تقلید واجب نہیں تھی پھر بعد کو واجب ہوئی تناقض اور تخالف ہے۔ تو میں یہ جواب دوں گا کہ اصل واجب یہ ہے کہ امت میں ایک شخص ایسا ہو جو احکام فرعیہ مسائل شرعیہ کو تفصیلی دلائل سے جانتا ہو اس پر تمام اہل حق کا اجماع ہے اور جس چیز پر کہ واجب موقوف ہو وہ چیز بھی واجب ہوتی ہے۔ پس اگر واجب کے کئی طریقے ہوں تو بغیر تعین کے ان طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کا حاصل کرنا واجب ہے۔ اور اگر صرف ایک طریقہ کو معین کر لیا تو وہی طریقہ واجب ہے۔ اور پھر اسی انصاف میں مثال دے کر لکھتے ہیں وکان السلف لا یکتبون الحدیث ثم صار یومنا ھٰذا کتابة الحدیث واجبة لان روایة الحدیث لا سبیل لها الیوم الا معرفة ھٰذه الکتب وکان السلف لا یشتغلون بالنحو و اللغة وکان لسا نهم عربیا لا یحتاجون الیٰ ھٰذه الفنون ثم صار فی یومنا ھٰذا معرفة اللغة العربیة واجبة لبعد العهد عن العرب الا ول وشوا هد مانحن فیه کثیر جداً و علیٰ ھٰذا ینبغی ان یقاس وجوب التقلید لامام بعینه فا نه قد یکون واجبا و قد لا یکون واجبا یعنی متقدمین حدثیں

لکھتے نہ تھے پھر ہمارے زمانہ میں حدیثوں کا لکھنا واجب ہوگیا کیونکہ اس زمانہ میں ان کتابوں کے جاننے کے سوااور کوئی طریقہ حدیث کی روایت کا نہیں ہے۔ و نیز متقدمین علم نحو و لغت میں نہیں مشغول ہوتے تھے پھر ہمارے زمانہ میں زبان عربی کا جاننا واجب ہوگیا کیونکہ پہلے اہل عرب سے بہت دوری ہوگئی۔ اور اس مسئلہ کے شواہد بہت ہیں۔ اور اسی پر امام معین کی تقلید واجب ہونے کو قیاس کرنا چاہئے کیونکہ امام معین کی تقلید بھی کبھی واجب ہوئی اور کبھی غیر واجب۔ متقدمین پر تقلید شخصی تخییر کے ساتھ واجب تھی اور ہم پر تعیین امام واحد کے ساتھ واجب ہے۔ ورنہ وہابی بتائے کہ آج کے دور میں صرف ونحو پڑھنا واجب ہے یا نہیں۔ اور لغت عربی زبان عربی سیکھنا قرآن فہمی کے لئے واجب ہے یا نہیں۔ احادیث مبارکہ کا لکھنا واجب ہے یا نہیں۔ (۱) ہاں ہاں وہابیو! بتاؤ اور جلد احادیث مبارکہ بیان کرنے کے لئے ان کی سندوں کا بیان کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو ان کا اعتبار کیونکر ہوگا۔ اور اگر واجب ہے تو کیا زمانۂ صحابہ میں واجب تھا۔ اگر نہیں تو تم کیسے واجب بتا رہے ہو۔ **فما جوابکم فهو جوابنا فی التقلید۔** دیکھو یہ توسط کتنا ضروری ولازمی ہے۔ (۲) ہاں ہاں بتاؤ کہ قرآن عظیم کے منقوط حروف میں نقطے لگانا واجب ہے یا نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ثابت ہے۔ کوئی حدیث مرفوع متصل لاؤ ورنہ واجب کیوں۔ **فما جوابکم فهو جوابنا فی التقلید۔** (۳) اور یہ بھی بتاؤ کہ قرآن عظیم میں اعراب لگانا واجب ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو غیر عربی اس کو کیونکر پڑھیں گے۔ بلکہ آج کے عرب بھی کس طرح صحیح پڑھیں گے۔ اور اگر واجب ہے تو حدیث صحیح حسن مرفوع متصل لاؤ ورنہ یاد رکھو۔ **فما جوابکم فهو جوابنا فی التقلید۔** خوب یاد رکھو کہ غیر مقلدیت الحادو دہریت کی سیڑھی ہے۔ محمد حسن غیر مقلد اور آزاد وہابی غیر مقلد ملحد کے اقوال پھر پڑھ لو۔ **والعیاذ باللّٰه تعالیٰ۔** اور حضرت شیخ محقق دہلوی رضی اللہ عنہ شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں ایں چہار تن از امامان دین و مقتدایان ملت اند کہ ضبط و ربط احادیث و اقوال صحابہ وسلف و تطبیق و توفیق میان

آنہا نمودہ اند و تفسیر و تاویل و بیان ناسخ و منسوخ کردہ و غایت بذل مجہود دریں باب فرمودہ و استنباط احکام بقیاس و اجتہاد و از نصوص کتاب و سنت نمودہ اند غیر مجتہدے را جز تابع ایشاں بودن چارہ و وسیلہ نہ و مشائخ طریقت و بزرگان ایشاں ہمبریں مذاہب بودہ اند۔ یارب! مگر آنہا کہ بپایۂ اجتہاد رسیدہ باشد موافق یا مخالف ایشاں برائے خود اجتہادے نمودہ باشند واللہ اعلم یعنی یہ چار حضرات دین کے امام اور ملت کے پیشوا ہیں انہوں نے حدیثوں اور ارشادات صحابہ و اقوال سلف میں ربط و ضبط دیا ہے اور ان میں تطبیق و توفیق دی اور تفسیر و تاویل اور بیان ناسخ و منسوخ فرما کے اس معاملہ میں بہت کوشش فرمائی اور استنباط احکام نصوص کتاب و سنت سے قیاس اور اجتہاد کے ساتھ کیا ہے۔ تو غیر مجتہد کے لئے سوائے ان کی تابعداری پیروی کے اور کوئی راستہ نہیں اور مشائخ طریقت اور ان کے بزرگ بھی ان ہی مذہبوں کے پیرو تھے۔ یا اللہ! مگر وہ لوگ جو پایۂ اجتہاد کو پہنچے ہوں اور اپنے واسطے موافق یا مخالف ان کے اجتہاد کیا ہو۔ واللہ اعلم۔ تو مجتہد کو تقلید جائز نہیں لیکن غیر مجتہد کو مجتہد کی تقلید کرنا واجب ہے۔ اور آج کے دور میں مذہب معین کی تقلید کرنا واجب ہے۔ اور ابن حزم کے قول کا یہی مطلب ہے کہ مجتہد کو تقلید حرام ہے۔ اور عارف ربانی حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں ان المجتهدین من اصحاب المذاهب الاربعة كانوا بنوا قواعد مذاهبهم على الحقيقة التى هى اعلىٰ مرتبة الشريعة كما بنوها علىٰ ظاهر الشريعة علىٰ حدٍ سواء و انهم كانوا عالمين بالحقيقة ايضاً خلاف ما يظنه بعض المقلدة فيهم فكيف يصح خروج شىء من اقوالهم عن الشريعة و من نازعنا فى ذٰلك فهو جاهل بمقام الائمة فو اللّٰه لقد كانوا علماء بالحقيقة و الشريعة معاً یعنی یقیناً چاروں مذہبوں کے مجتہدین کرام نے اپنے اپنے مذہبوں کے قاعدے اس حقیقت پر بنائے تھے جو شریعت کا اعلیٰ درجہ ہے جیسا کہ انہوں نے ظاہر شریعت پر ان قواعد کو برابر برابر بنایا اور

یقیناً وہ حضرات حقیقت کے بھی عالم تھے برخلاف بعض مقلدوں کی بدگمانی کے ان کی شان میں۔ تو کیونکر نکل سکتا ہے ان کا کوئی قول شریعت کی حد سے۔ اور جو شخص اس معاملہ میں ہم سے جھگڑتا ہے وہ ائمۂ کرام کے مقام عظمت سے جاہل ہے۔ اور خدا کی قسم یقیناً وہ حضرات ائمۂ دین رضی اللہ عنہم حقیقت اور شریعت دونوں کے بیک وقت ایک ساتھ عالم جاننے والے تھے۔ فالحمد للہ رب العٰلمین۔ اور اسی میزان میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ حضرات ائمۂ مذاہب اربعہ نے اپنے مذہبوں کی تائید کی قواعد حقیقت پر شریعت کے ساتھ تاکہ جان لیں ان کے پیرو کہ وہ حضرات شریعت وطریقت دونوں کے عالم تھے۔ اور فرماتے تھے کہ مجتہدین کرام کے کسی قول کا شریعت سے نکلنا کبھی صحیح نہیں۔ تمام اہل کشف کا اس پر اتفاق ہے۔ اور شریعت سے ان کے کسی قول کا خروج کیونکر صحیح ہوسکتا ہے جب کہ بخوبی خبردار ہیں اپنے اقوال کے مواد پر یعنی کتاب قرآن عظیم اور احادیث نبویہ اور ارشادات صحابہ سے اور اس کے ساتھ ہی وہ حضرات صاحبان کشف صحیح بھی ہیں۔ اور یہ کہ وہ حضرات دربار رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں باریاب ہیں۔ اور بیداری میں روبرو عرض کرتے ہیں جس حدیث میں توقف ہو کہ اے سرکار! یہ آپ کا ارشاد ہے۔ اور اسی طرح اہل کشف کی تمام شرائط کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے حضور اپنے ہر مسئلہ کو پیش کرتے جو قرآن وحدیث سے مسئلہ نکالتے تھے کہ اے سرکار والا تبار! فلاں آیت قرآنی اور فلاں حدیث شریف سے ہم نے یہ سمجھا ہے۔ حضور والا ارشاد فرمائیں یہ درست ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فرمان اور اشارے کے مطابق عمل کرتے تھے۔ جب سرکار منظور فرماتے تو وہ مسئلہ کتاب میں درج کراتے اور ہمارے اس بیان پر جس کو توقف ہو تو ہم اس کو جواب دیں گے کہ یہ مرتبۂ عظمیٰ حاضری دربار اقدس کا حضرات اولیائے کرام کو حاصل ہے۔ اور یہ ائمۂ دین یقیناً اللہ کے ولی کامل تھے۔ اور بار بار دربار رسول میں باریاب ہوتے تھے۔ اور اولیائے کرام اس کی تصدیق

کرتے ہیں یعنی حضرات ائمۂ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اپنے مذہب کی کتابوں میں وہی درج کرایا ہے جس کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اجازت حاصل کی ہے۔ فالحمدللہ۔ اور میزان کی اسی فصل میں فرماتے ہیں ھم اوتاد الارض وقواعد الدین یعنی حضرات ائمۂ دین زمین کی میخیں اور دین کی بنیادیں ہیں یعنی ان سے زمین کا قیام اور دین کا نظام ہے۔ اور شرح سفر السعادۃ میں حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں اما دریں روزگار ریں ایں کار صورت نہ بندد چہ مجتہدان دین احادیث و آثار را تتبع نمودہ و ناسخ را از منسوخ و صحیح را از سقیم جدا ساختہ و تحقیق و تاویل فرمودہ و تطبیق و توفیق میان آنہا دادہ مذہبے قرار دادہ اند عوام مسلمانان را بلکہ علمائے ایشاں را دریں روزگار ایں قوت و طاقت کجاست کہ ایں کار از دست ایشاں برآید ایشاں را جز متابعت مجتہداں کردن و در پے ایشاں رفتن سبیلے نبود و چارہ نے۔ یعنی اس زمانہ میں مجتہدین کی پیروی ہی کرنی ہوگی کیونکہ مجتہدین دین نے احادیث نبویہ اور آثار صحابہ کا تتبع کر کے اور ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو سقیم سے جدا کر کے اور تحقیق و تاویل فرما کر اور ان میں تطبیق و توفیق دے کر ایک مذہب قرار دیا ہے۔ عام مسلمانوں بلکہ ان کے عالموں کو اس زمانہ میں یہ قوت اور طاقت کہاں ہے کہ یہ عظیم کام ان سے ہو سکے ان کو تو مجتہدین کرام کی اتباع کرنے اور پیروی کرنے کے سوا کوئی راستہ اور چارہ ہی نہیں۔

الحمد للہ کہ ان عبارات کثیرہ مذکورہ سے تقلید شخصی کی اہمیت اور دوسری صدی کے بعد سے تقلید شخصی کا تعین اور وجوب اور اس پر امت کا اجماع اور حضرات ائمۂ دین مجتہدین کا توسط خوب ثابت و واضح اور روشن ہو گیا۔ اب تقلید شخصی کے وجوب پر قرآنی دلائل سنئے۔

جواب (۱)

آیت اول: فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ یعنی تم کو علم نہیں تو

علماء سے پوچھو۔ یہی تقلید ہے۔

آیت دوم: وَاتَّبِعُ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ ج یعنی اور تابعداری کرو ان لوگوں کی جو میری طرف رجوع کرتے ہیں۔ کیا یہ تقلید نہیں۔

آیت سوم: یٰاَ یُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَ طِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَ مۡرِ مِنۡكُمۡ ج یعنی اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اور اولوالامر کی فرمانبرداری کرو۔ یہ اولوالامر یہی حضرات ائمۂ مجتہدین ہی تو ہوں گے۔

آیت چہارم: وَمَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الۡهُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡ مِنِیۡنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰی وَ نُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا ۝ یعنی جو شخص خلاف کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہدایت ظاہر ہونے کے بعد اور تابعداری کرے سبیل غیر مومنین کی تو پھیر دیں گے ہم اس کو اسی طرف جدھر وہ پھرا اور اس کو دوزخ میں داخل کریں گے اور برا ٹھکانا ہے وہ۔ ظاہر ہے کہ تقلید شخصی مذہب معین ہی اب سبیل المومنین ہے۔

آیت پنجم: وَمَنۡ یَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّةِ اِبۡرٰهٖمَ اِلَّا مَنۡ سَفِهَ نَفۡسَهٗ ط یعنی اور ابراہیم کے دین سے منھ پھیرے سوا اس کے جو دل کا احمق ہے۔ یعنی بے وقوف و بدقماش جاہل کے سوا ملت ابراہیم سے کون پھرے گا۔

آیت ششم: وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ ق وَمَا نَهٰىكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا ج یعنی اور تم کو جو حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرمائیں اس کو قبول کرو۔ اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔ اور حضور والا نے خلفائے راشدین اور دوسرے حضرات کی پیروی کا حکم فرمایا۔ یہی تقلید شخصی ہے۔

آیت ہفتم: مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ ج یعنی جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اتبعوا السواد الاعظم سواد اعظم کی پیروی واجب کی۔ اور سواد اعظم مقلدین ائمہ اربعہ بتقلید مذہب معین ہی ہے۔ حد یہ کہ خود امام بخاری بھی مقلد تھے۔ پھر اس پرفتن دور میں تقلید شخصی کیونکر واجب نہ ہوگی۔

آیت ہشتم: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ط یعنی اے ایمان والو اپنے عہدوں کو پورا کرو۔

آیت نہم: وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ج اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا o یعنی اور پورا کرو عہد کو یقیناً عہد کا سوال کیا جائے گا۔

آیت دہم: وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ج یعنی اور پورا کرنے والے ہیں وہ لوگ اپنے عہد کو جب عہد کریں۔ تلك عشرة كاملة۔ ان آیات مبارکہ میں عہد کو پورا کرنے کا حکم فرمایا۔ اور عہد پورا کرنے والوں کی تعریف وتوصیف فرمائی۔ اور نقض عہد کرنے والوں کی مذمت اور برائی بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ o یعنی عہد توڑنے والوں پر لعنت ہے اور ان کے لئے برُا گھر ہے یعنی جہنم۔ تو عہد توڑنے والے کو ملعون اور جہنمی بتایا۔ اور غیر مجتہد یقیناً مختار تھا کہ جس مذہب کی ان چاروں سے چاہے پیروی کرے۔ اور جب اس نے اپنے اختیار سے ایک کو پسند کرلیا تو یہ تعین مذہب کا عہد کیا۔ اب بلاضرورت شدیدۂ شرعیہ اس سے انحراف نقض عہد ہے۔ اور نقض عہد کرنے والے کو خدا کا نافرمان۔ مفسد۔ ملعون۔ جہنمی بتایا گیا۔ پس تقلید شخصی مذہب معین کی ہی واجب ہوئی۔ اور اس پر تیسری صدی کے عہد اول میں اجماع ہو چکا جس طرح حدیثوں کا کتابوں میں جمع کرنا لکھنا واجب ہے۔ اور حدیثوں کے لئے سندوں کا بیان کرنا واجب ہے۔ وہابیو! بتاؤ تمہارے ان مسلمات و واجبات کے دلائل و براہین وجوابات کیا ہیں۔ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے تو حدیث کی کوئی کتاب مرتب نہ فرمائی۔ اور اسناد حدیث کو بھی واجب نہ فرمایا۔ بینوا توجروا نیز یہ بھی بتاؤ کہ قرآن عظیم کے رسم الخط کی

پیروی واجب ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو حدیث مرفوع متصل لاؤ۔ اور اگر واجب ہے تو وجوب کے لئے حدیث مرفوع متصل لاؤ۔ اور اپنی تحریر کے مطابق اس کانفرنس کا پتہ دو۔ اور اس کا ماہ وسن ویوم اور صدر کا نام بتاؤ جس میں یہ طے پایا اور اس حدیث کی اسناد مکمل لکھو۔ بینوا توجروا نیز یہ بتاؤ کہ وہابی غیر مقلد جو کانفرنس کا شور مچاتے ہیں اور اس کے لئے پوسٹر اور دعوت نامے چھاپنا بھیجنا اور پنڈال بنانا اور وہابی لیڈروں کے لئے اسٹیج بنانا کیا اس کانفرنس کا اپنے لوازمات کے ساتھ کسی حدیث مرفوع متصل سے ثبوت ہے۔ اگر ہے تو وہ حدیث مرفوع متصل مع اسناد لائیے جس میں آپ کی کانفرنس کی ایک ایک جزئی کا تفصیلی ثبوت ہے۔ اور اگر ایسی مفصل ومحکم کوئی حدیث مرفوع متصل نہ لاؤ تو یہ کانفرنس بدعت ہوئی اور وہابی غیر مقلد سارے کے سارے بدعتی ہوئے فما جوابکم فھو جوابنا انشاء اللّٰہ تعالیٰ ثم شاء حبیبه صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و علیٰ اٰله وسلم ۔ یہ دس (۱۰) آیات مبارکہ کافی ہیں۔ اب مزید احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔ نو (۹) حدیثیں آپ پڑھ چکے۔

حدیث دہم :۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تلزم جماعة المسلمین و امامھم یعنی اے حذیفہ جب ایسا وقت آئے کہ جہنم کی طرف لوگ بلائیں تو اس وقت تو مسلمانوں کی جماعت کو اور جو ان کا امام ہو اس کو لازم پکڑ۔ یعنی جیسا وہ کہے اسی طرح عمل کر اس کی پیروی کر۔ رواہ مسلم ۔ یہی ہے تقلید شخصی جس کا حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حکم فرمایا۔

حدیث یازدہم :۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا بڑے گروہ کی پیروی کرو پس یقیناً جو جماعت سے الگ ہوا وہ تنہا جہنم میں گیا۔ رواہ ابن ماجة ۔ سنی بھائی غور کریں کہ سواد اعظم مذہب مقلدین ہی ہے۔

حدیث دوازدہم:۔ ان اللّٰہ لا یجمع امتی علیٰ ضلا لۃ وید اللّٰہ علی الجماعۃ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ رواہ الترمذی عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما۔ اور اجماع ہو چکا کہ اب ان چار مذہبوں میں سے ہی کسی ایک کی پیروی کرنا غیر مجتہد پر واجب ہے اور ان چاروں مذاہب والے ہی مل کر اہلسنت و جماعت ہیں اور جو ان چاروں سے خارج ہے وہابیہ غیر مقلدین وہ اہلسنت سے خارج گمراہ اور گمراہ گر ہے اور اپنے عقائد کفریہ کی بناء پر کافر مرتد مستحق نار ابد ہے۔ اشباہ ونظائر میں ہے من خالف الائمۃ الاربعۃ فھو مخالف الاجماع یعنی جس نے حضرات ائمۂ اربعہ رضی اللہ عنہم کی مخالفت کی تو اس نے اجماع کی مخالفت کی۔ اور اجماع کے دلائل فقیر اوپر ذکر کر چکا۔ اور مسلم الثبوت میں ہے اجمع المحققون علیٰ منع العوام من تقلید الصحابۃ بل علیھم اتباع الذین سیروا و بوبوا و نقحوا و جمعوا و فرقوا و عللوا و فصلوا و علیہ ابتنیٰ ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ لان ذٰلک لم یدر فی غیرھم یعنی محققین نے اجماع کیا ہے اس پر کہ عوام کو منع کیا جائے صحابۂ کرام کی تقلید کرنے سے بلکہ عوام و غیر مجتہد کو تابعداری لازم وواجب ہے ان لوگوں کی جنہوں نے تصنیف کیا اور باب باب کیا اور منقح کیا اور جمع کیا اور صحیح وسقیم، ناسخ ومنسوخ میں فرق کیا اور حکم کی علت بیان کی اور اس کی تفصیل فرمائی۔ اور اسی پر ابن صلاح نے بنا کر کے حضرات ائمۂ اربعہ کی تقلید کے سوا اوروں کی تقلید سے منع کیا اس لئے کہ یہ بات دوسروں میں نہیں پائی گئی۔ اور حضرت علامہ طحطاوی فرماتے ہیں فعلیکم یا معشر المؤمنین باتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باھل السنۃ و الجماعۃ فان نصرۃ اللّٰہ تعالیٰ و توفیقہ فی موافقتھم و خذلانہ و سخطہ و مقتہ فی مخالفتھم و ھذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی المذاھب الاربعۃ ھم الحنفیون و

المالكيون و الشافعيون والحنبليون و من كان خارجاً من هذه المذاهب الاربعة فى هذا الزمان فهو من اهل البدعة و النار یعنی مسلمانو! فرقۂ ناجیہ اہلسنت و جماعت کو لازم پکڑو کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اوراس کی توفیق اہلسنت و جماعت کی موافقت میں ہے۔اوراللہ کی ناراضی اوراس کا غضب اوراس کی پکڑ اہلسنت سے مخالفت اورالگ ہونے میں ہے۔اوراس نجات یافتہ گروہ کیلئے اجماع ہو چکا کہ اب ان چار گروہوں حنفی مالکی شافعی حنبلی میں محصور ہے۔اور جوان چاروں سے خارج ہے وہی بدعتی و اہل نار ہے۔اورعقودالجواہرالمنیفہ کی عبارت پڑھئے والناس الاٰن مطبقون علیٰ ان اصحاب السنة و الجماعة هم اهل المذاهب الاربعة مثل ابی حنيفة و مالك و الشافعی واحمد و مذهب ابی حنيفة باق الیٰ يوم القيامة و كلما قدم ازداد نوراً وبركة ۔ یعنی اس زمانہ میں اس بات پرسب کا اتفاق ہے کہ یقیناً اہل سنت وجماعت یہی چار مذہب والے ہیں اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مذہب قیامت تک باقی رہے گا۔اور جتنا پرانا ہوگا نورزیادہ ہوگا اور برکت بڑھتی رہے گی۔اورامام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوبات میں فرماتے ہیں۔وشک نیست فرقۂ کہ ملتزم اتباع اصحاب آں سروراندعلیہ وعلیہم الصلاۃ والتسلیمات اہل سنت وجماعت اند شكر الله تعالیٰ سعيهم فهم الفرقة الناجية ۔ بہرحال فرقۂ ناجیہ یہی اہلسنت وجماعت ہیں۔ اورآج کے اہل حدیث غیرمقلدوہابی اپنے عقائدکفریہ کی وجہ سے اسلام سے ہی خارج ہیں۔ پھر یہ کہ ان کا پیشوا شیخ نجدی چھ سو برس بعد کے سب مسلمانوں کو کافرمشرک بتاچکا تواس کواور اس کے پیروو ہابیوں کواسلام سے کیا تعلق۔وہابی دھرم کی توجڑ بنیادہی ختم ہوگئی۔فقہ حنفی گھر میں یا کسی کونے میں مرتب نہیں ہوئی بلکہ جامع مسجد کوفہ میں عام اجلاس میں جہاں اکابر محدثین ، ائمۂ حدیث وحفاظ حدیث موجود تھے ان کے سامنے مرتب ومنقح ہوئی۔اور بعض مسائل پرکئی کئی روز مناظرے ہوتے اور جب مسئلہ طے ہوجاتا اورسب بخوشی مان لیتے تب

وہ مسئلہ کتاب میں درج ہوتا۔ فالحمد للّٰہ ۔ اوراس مجمع میں امام بخاری وامام مسلم کے دادا استاداور پردادا استاد حاضر ہوتے اور اطمینان قلب حاصل کرتے۔اس شان واہتمام سے فقہ حنفی کو مرتب و مدون کیا گیا۔اورتابعین کے دور آخراور تبع تابعین کے دوراول میں ہوا۔اور یہ خیرالقرون کے مقدس ادوار ہیں۔خلاصۂ کلام یہ کہ آیات قرآنیہ اوراحادیث نبویہ سے تقلید شخصی کا وجوب ظاہر وباہر ہوگیا۔اورارشادات صحابہ سے یہ ثابت ہوگیا کہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تقلید شخصی کے قائل اور تقلید شخصی کے عامل تھے۔اور جب صحابۂ کرام میں تقلید شخصی رائج ومعمول بہ تھی تو تابعین بھی ضرور تقلید شخصی کے قائل وعامل تھے۔مگرتخییر تھی۔ تعین بمذہب معین بمذہب واحد نہ تھا۔تیسری صدی کے اول میں جب فتنہ پردازوں بد مذہبوں کااورشور ہوا۔ایسے ایسے ہونے لگے کہ جن کو حدیث گڑھتے قال رسول اللّٰہ کہتے شرم نہ رہی تو مسلمانوں کے دین وایمان بچانے کے لئے تمام اعیان امت نے اس پراجماع کیا کہ اب غیر مجتہد کو مذہب کے تعین کے ساتھ تقلید شخصی واجب ہے۔اور جولوگ اس تعین کے ساتھ مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک کے مقلد ہیں وہی سب اہلسنت وجماعت ہیں۔اور جوالگ ہےاوران میں سے کسی ایک کا مقلد تعین مذہب کے ساتھ نہیں وہ گمراہ اور گمراہ گر ہے۔اس پرحضرات ائمۂ دین کے سیکڑوں ارشادات ہیں جن میں کچھ کو فقیر نے اوپر ذکر بھی کیا ہے۔حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مزید عظمت معلوم کرنے کیلئے یہ احادیث مبارکہ بھی پڑھئے۔

(۱)عن عبداللّٰہ بن بسر رضی اللّٰہ عنہ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و علیٰ الٰہ وسلم طوبیٰ لمن رانی و اٰمن بی وطوبیٰ لمن راٰی من رانی ولمن راٰی من راٰی من رانی و اٰمن بی طوبیٰ لھم و حسن ماٰب۔ یعنی ارشادفرمایا خوشی ہے اس کے لئے جس نے مجھ کو دیکھا اور مجھ پرایمان لایا اور خوشی ہے اس کے لئے جس نے اس کودیکھا جس نے میرا دیدار کیا۔اورخوشی ہے اس کے لئے جس نے

اس کو دیکھا جس نے میرے دیکھنے والے کی زیارت کی اور مجھ پر ایمان لایا۔ ان سب کے لئے مبارکی اور اچھا ٹھکانا ہے۔ رواہ الطبرانی و الحاکم۔

(۲و۳) طوبیٰ لمن راٰنی ولمن راٰی من راٰنی و لمن راٰی من راٰی من راٰنی۔ رواہ ابن عساکر عن واثلة و عبد بن حمید عن ابی سعید رضی اللّٰہ عنھما۔

(۴) لاتمس النار مسلماً راٰنی او راٰی من راٰنی الخ رواہ الترمذی و الضیاء فی المختارة عن جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ عنه۔

(۵) خیر الناس قرنی ثم الثانی ثم الثالث ثم یجیئ قوم لا خیر فیھم۔ رواہ الطبرانی عن ابن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه یعنی انسانوں میں بہتر میرے زمانہ والے ہیں پھر وہ جوان کے بعد ہوں گے پھر وہ جوان کے بعد ہوں گے۔ پھر جو ہوں گے ان میں کوئی بہتری نہیں۔

ان احادیث مبارکہ میں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم کو بشارتیں ہیں۔ اور یقیناً حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ تابعی ہیں۔ اور آپ کے تلامذہ شاگرد لوگ تبع تابعی ہیں۔

(۶) اُمتی علیٰ خمس طبقاتٍ فار بعون سنة اھل بر و تقویٰ ثم الذین یلو نھم الیٰ عشرین ومائة اھل تواصل و ترا حم ثم الذین یلو نھم الیٰ ستین ومائة اھل تد ابرو تقاطع ثم الھرج و المرج النجأ النجأ یعنی ارشاد فرمایا میری امت پانچ طبقوں میں تقسیم ہے تو چالیس برس تک نیکی اور تقوے والے پھر ان کے بعد ایک سو بیس (۱۲۰) برس تک تواصل و تراحم والے یعنی ملانے اور مہربانی کرنے والے پھر ان کے بعد ایک سو ساٹھ (۱۶۰) برس تک تدابر و تقاطع والے یعنی ایک دوسرے کے پیچھے پڑنے اور ایک دوسرے کو کاٹنے والے ہوں گے پھر ہرج اور مرج فتنہ اور فساد ہوگا۔

رواه ابن ماجة عن انس بن مالك رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه۔

(۷) کل طبقةٍ ار بعون عاماً فا ماطبقتی و طبقة اصحابی فاهل علم و ایمان واما الطبقة الثانية مابین الاربعین الی الثمانین فاهل بروتقویٰ الی الاٰخر - رواه ابن ماجة۔ اورابن عساکر نے اورابونعیم نے حلیہ میں روایت کی کہ ارشاد فرمایا پہلا طبقہ میرا ہے جس میں میرے نیازمند علم وایمان ویقین والے ہیں چالیس (۴۰) برس تک اور دوسرا طبقہ نیکی اور پرہیزگاری کرنے والوں کا اسی (۸۰) برس تک ہے اور تیسرا طبقہ تراحم وتواصل آپس میں نرمی برتنے اور صلۂ رحمی کرنے والوں کا ایک سو بیس (۱۲۰) برس تک ہے اور چوتھا طبقہ تقاطع اور تظالم والوں کا ایک سوساٹھ (۱۶۰) برس تک ہے اور پانچواں طبقہ ہرج مرج والوں فتنہ وفساد والوں کا دوسو (۲۰۰) برس تک ہے۔

اب حضرات ائمۂ مجتہدین مذاہب اربعہ رضی اللہ عنہم اور اصحاب صحاح ستہ کی ولادت کے سن دیکھئے تاکہ فضل وشرف اور بزرگی ظاہر ہو۔تو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ولادت ۸۰ھ میں اور وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی ۔اور ۷۰ سال کی عمر شریف ہوئی۔اور امام مالک رضی اللہ عنہ کی ولادت ۹۰ھ میں اور وفات ۱۷۹ھ میں ہوئی ۔اور عمر شریف ۸۹ برس کی ہوئی۔اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کی ولادت ۱۵۰ھ میں اور وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی اور عمر شریف ۵۴ سال کی ہوئی۔اور امام احمد رضی اللہ عنہ کی ولادت ۱۶۴ھ میں اور وفات ۲۴۱ھ میں ہوئی۔اور عمر ۷۷ برس کی ہوئی۔

اب ذرا اصحاب صحاح ستہ کا سن ولادت دیکھئے۔ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری کی ولادت ۱۹۴ھ میں اور وفات ۲۵۶ھ میں ہوئی ۔اور مسلم بن الحجاج قشیری نیشا پوری کی ولادت ۲۰۴ھ میں اور وفات ۲۶۱ھ میں ہوئی ۔اور ابوداؤد سلیمٰن بن الاشعث کی ولادت ۲۰۲ھ اور وفات ۲۷۵ھ میں ہوئی ۔اور ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی کی ولادت ۲۰۹ھ میں اور وفات ۲۷۹ھ میں ہوئی ۔اور ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی کی وفات ۳۰۳ھ میں ہوئی ۔

اور ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی کی ولادت ۲۰۹ھ میں اور وفات ۲۹۳ھ میں ہوئی۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصال شریف سے انہتر سال بعد حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی یعنی طبقۂ ثانی میں پیدا ہو کر سن شعور کو پہنچے اور فضل و کمال سے مشرف ہوئے جو طبقہ نیکو کاروں اور پرہیز گاروں کا ہے۔ اور تیسرے طبقہ کو جو تراحم و تواصل والوں کا ہے گزار کر وصال فرمایا۔ اور بشارت طوبیٰ لمن راٰی من راٰنی سے معزز و مفتخر ہوئے۔ اور امام بخاری چوتھے طبقہ میں پیدا ہوئے جو طبقہ تقاطع اور تظالم والوں کا ہے اور پانچواں طبقہ جو ہرج و مرج والوں کا ہے اسے آپ نے پایا۔ خلاصۂ کلام یہ کہ ائمۂ دین حضرات مجتہدین میں سب سے اقدم و افضل و اول و اعلیٰ و اعظم حضرت سیدنا امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ غور فرمائیے کہ چوتھے پانچویں طبقہ والا اور ۱۹۴ھ میں پیدا ہونے والا ۸۰ھ میں پیدا ہونے والے کی سند حدیث کو کمزور کہہ کر ان کی حاصل کردہ حدیث کو کیونکر ضعیف بتا سکتا ہے۔ اور اس کے کہنے سے اس اول و اقدم کی حدیث میں کیا ضعف آسکتا ہے۔ اس کا کہنا خود اس کی ہی حدیث کا ضعف ثابت کرے گا مگر اس اقدم امام اعظم کی حدیث کو اس سے کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اس مضمون کو امام ربانی عارف شعرانی نے میزان میں یوں بیان فرمایا۔ فان قیل اذا قلتم بان ادلة مذهب الامام ابی حنیفة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه لیس فیها شئ ضعیف لسلامة الرواة بینه و بین رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و علیٰ اٰله وسلم من الصحابة والتا بعین من الجرح فما جوا بکم عن قول بعض الحفاظ عن شئ من ادلة الامام ابی حنیفة رضی اللّٰه عنه بانه ضعیف فالجواب یجب علینا حمل ذٰلك جزماً علی الرواة الناز لین عن الامام فی السند بعد موته رضی اللّٰه تعالیٰ عنه اوروا ذٰلك من طریق غیر طریق الامام اذکل حدیث وجد ناه فی مسا نید الامام الثلاثة فهو صحیح لانه لولا صح عنده ما استدل به و لا یقدح

فیہ وجود کذاب اومتھم بالکذب مثلاً فی سندہ النازل عن الام وکفانا حجۃ الحدیث استدلال مجتھد بہ ثم یجب العمل علینا بہ و لم یروبہ غیرہ فتامل لھذہ الدقیقۃ التی نبھتک علیھا فلعلک لا تجدھا فی کلام احد من المحدثین و ایاک ان تبادرالیٰ تضعیف شئ من ادلۃ مذھب الامام ابی حنیفۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بعد ان تطالع مسانیدہ الثلاثۃ ولم تجد ذٰلک الحدیث فیھا۔ یعنی اگر کہا جائے کہ تم کہتے ہو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے دلائل مذہب میں کچھ ضعیف نہیں ہے۔ کیوں آپ کے راوی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک ہیں وہ سب قوی وسالم ہیں۔ تو ان لوگوں کا کیا جواب ہے جو بعض محدثین نے کہا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کچھ دلیلیں حدیثیں ضعیف ہیں۔ ارشاد فرماتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہم پر واجب ہے کہ انہیں جواب دیں کہ جو ضعف تم بتا رہے ہو یہ ضعف تمہاری سند میں ہے جو حضرت امام ابوحنیفہ کے بعد ان سے نیچے کے راوی ہیں۔ حضرت امام سے اوپر یعنی امام اعظم تک تمام راوی قوی ہیں۔ تو بعد والے آپ سے نیچے والے راویوں کے ضعف اور خرابی سے حضرت امام اعظم کو کیا نقصان اور کیا ضعف ہے۔ ہاں جس بعد والے کو ضعیف راوی سے حدیث پہنچے گی اس کے پاس وہ ضعیف ضرور ہوگی۔ لیکن حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی سند میں جب یہ ضعیف راوی نہیں تو آپ کے پاس قطعاً یقیناً وہ حدیث قوی ہے۔ بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی ونسائی و ابن ماجہ اور دوسرے محدثین کو ضعیف راوی سے حدیث پہنچی تو راوی کے ضعف کی وجہ سے حدیث کو ضعیف مانا گیا۔ خوب یاد رکھئے کہ بعد والوں کے ضعف سے حضرت امام اعظم کو کچھ تعلق نہیں بلکہ آپ کے بعد والے فرض کیجئے کسی سند میں سارے کے سارے نیچے والے ضعیف ہوں تو ساروں کے ضعف سے بھی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو ذرہ کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی نقصان نہیں۔ فالحمد للّٰہ رب العٰلمین۔ پھر دوسرا جواب یہ دیا کہ ائمۂ حدیث نے حدیث کی صحت کا

ایک طریقہ یہ بھی بیان فرمایا ہے استدلال مجتھد بہ مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا سند پکڑنا حدیث کی صحت کی دلیل ہے اور وہ حدیث ہمارے لئے واجب العمل ہے اگرچہ کسی دوسرے نے اس کو روایت نہ کیا ہو۔ پھر فرمایا کہ اس باریک مسئلہ کو خوب یاد رکھو کہ بہت کار آمد ہے۔ تمام مقلدین اور خصوصاً حنفیوں کو یہ مسئلہ خوب یاد رکھنا چاہئے کیونکہ وہابیوں غیر مقلدوں کے بہت سے مکر و کید کا صرف اسی سے قلع قمع ہوتا ہے۔ بھلا غور فرمائیے کہ تیسرے طبقہ کے اکابر و اعاظم محدثین و حفاظ حدیث مثل حضرت مسعر بن کدام و امیر المومنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک اور یحیٰ بن سعید قطان اور سفیان ثوری اور یحیٰ بن زکریا اور وکیع بن الجراح اور سفیان بن عیینہ اور یزید بن ہارون اور حفص بن غیاث اور عبدالرزاق بن ہمام اور ضحاک بن مخلد اور داؤد طائی اور قاسم بن معن اور اسد بن عمرو اور علی بن مسہر اور امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن اور امام زفر اور امام حسن بن زیاد رضی اللہ عنہم جو تیسرے طبقہ کے چنندہ اور ممتاز حضرات ہیں انہوں نے خوب پرکھ کر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنا معزز استاذ مان لیا ان کے سامنے زانوے ادب تہہ کیا تو چوتھے اور پانچویں طبقہ والے جو ان اکابر مذکورین کے شاگرد اور شاگرد کے شاگرد ہیں۔ انہیں کیا حق ہے اپنے دادا استاد اور پر دادا استاد پر خواہ مخواہ نکتہ چینی کریں۔ اور یہیں یہ ظاہر ہوا کہ جب چوتھے و پانچویں طبقہ والوں کو یہ حق نہیں تو چودھویں صدی کے وہابی غیر مقلدوں کو کیا حق ہو سکتا ہے۔ اور اگر کرے تو دنیا اس کو ناخلف کہے گی اور ناہنجار مانے گی۔ یہ چاروں مذہب برحق اور ان پر چلنے والے حنفی شافعی مالکی حنبلی ہی اہلسنت و جماعت ہیں۔ یہ سب اصول اعتقادیات میں متحد و متفق ہیں اور حق ان سے متجاوز نہیں ہے۔ اور جو ان سے مخالف ہے وہ بالا جماع مردود ہے۔ ان چاروں کی مثال حضرات علمائے کرام و ائمۂ اعلام نے یہ بیان فرمائی جیسے سلطانی دربار کے چار راستے ہیں اور ہر گروہ والے اپنے اپنے راستہ سے دربار میں حاضر ہو رہے ہیں۔ مگر غیر مقلد ایک راستہ پر دو کوس چل کر بولا کیا ضروری ہے کہ ان جانے والوں کے پیچھے لگوں جب چاروں ہی راستے

پہنچتے ہیں تو کیوں اسی ایک راستہ پر چلوں۔ پس دو کوس واپس آیا اور دوسرے راستہ پر چار کوس چل کر پھر چار کوس واپس لوٹا اور تیسرے پر جما اور پھر واپس ہوا۔ غرضکہ غیر مقلد کولھو کے بیل کی طرح چلتا رہا لیکن دربار سلطانی تک رسائی نصیب نہ ہوئی کیونکہ کسی ایک راستہ پر نہ لگا۔ دیکھو میزان شعرانی۔ تو اب بغیر تقلید شخصی مذہب معین کے راہ نجات نہیں مل سکتی۔ اور ایک وقت میں چاروں پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ اور آج حنفی کل شافعی پرسوں مالکی ترسوں حنبلی بننے والا قابل تعزیر اور مردود الشہادۃ اور لائق ملامت ہے۔ اور چاروں کا مخالف مردود اور مردود الشہادۃ اور لائق ملامت ہے۔ اور چاروں کا مخالف مردود اور گمراہ اور گمراہ گر ہے۔

عبارات گزر چکیں ان کو پھر پڑھیے۔

اختصار کے پیش نظر نئے طرز میں کلام کروں

اور وہ یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشاد قول اور فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔ اور جمہور محدثین کے نزدیک اسی طرح قول اور فعل اور تقریر صحابہ کو بھی حدیث کہتے ہیں اور اسی طرح قول اور فعل اور تقریر تابعی کو بھی حدیث کہتے ہیں۔ ثبوت میں دیکھئے مقدمہ مشکوٰۃ شریف حضرت شیخ محقق دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اعلم ان الحدیث فی اصطلاح جمہور المحد ثین یطلق علیٰ قول النبی صلی اللّٰہ علیہ و علیٰ اٰلہ وسلم و فعلہ و تقریرہ و معنی التقریر انہ فعل احد اوقال شئ فی حضرتہ صلی اللّٰہ علیہ و علیٰ اٰلہ وسلم ولم ینکر لہ و لم ینہہ عن ذٰلك بل سکت و قرر ذٰلك و کذٰلك یطلق علیٰ قول الصحابی و فعلہ و تقریرہ و علیٰ قول التابعی و فعلہ و تقریرہ یعنی جانو کہ یقیناً جمہور محدثین کی اصطلاح میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے قول اور فعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے اور تقریر کے معنی یہ ہیں کہ کسی نے حضور انور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور میں کوئی فعل کیا یا زبان سے کوئی کلمہ ادا کیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس پر انکار بھی نہ کیا اور منع بھی

نہیں فرمایا بلکہ سکوت اختیار فرمایا اور سکوت فرما کر اس کو مقرر فرما دیا۔ اور اسی طرح حدیث کا اطلاق حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے قول اور فعل اور تقریر پر بھی کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح حضرات تابعین کے قول اور فعل اور تقریر کو بھی جمہور محدثین حدیث کہتے ہیں۔ وھکذا فی جواھر الاصول اور جواہر الاصول میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ پھر اصول حدیث میں نخبة الفکر کو بھی بغور دیکھئے۔ اور آخر میں وہابیہ غیر مقلدین کے محدث صدیق حسن قنوجی ثم بھوپالی کی سنئے یہ ہے ان کی کتاب حطہ فی ذکر اصحاب الصحاح الستہ مطبوعہ مطبع نظامی باب اول پہلی فصل میں لکھا ہے الحدیث فی اصطلاح جمھور المحدثین یطلق علیٰ قول النبی صلی اللّٰہ علیہ و علیٰ اٰلہ وسلم و فعلہ و تقریرہ و معنی التقریر انہ فعل احد اوقال شئ فی حضرتہ صلی اللّٰہ علیہ و علیٰ اٰلہ وسلم و لم ینکرہ ولم ینھہ عن ذٰلک بل سکت وقر و کذٰ لک یطلق علیٰ قول الصحابی و فعلہ و تقریرہ و علیٰ قول التابعی و فعلہ و تقریرہ۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

جب قول وفعل وتقریر تابعی کو بھی جمہور محدثین حدیث مانتے ہیں۔ اور یہی دھرم غیر مقلدوں کا ہے جس کا ان کے محدث نے اقرار لکھ دیا تو حضرت سیدنا امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے جملہ اجتہادات اور تمام مستنبطات حدیث ہوئے یعنی مذہب حنفی کل کا کل حدیث ہی حدیث ہے۔ فالحمد للّٰہ رب الغلمین۔ اور حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل مستنبطہ و مجتہدہ جو قرآن عظیم وحدیث کریم سے آپ نے بیان فرمائے ہیں ان کی تعداد آپ کے تلامذہ نے بارہ لاکھ نوے ہزار (۱۲۹۰۰۰۰) لکھی بلکہ اس سے بھی زیادہ بتائی ہے۔ اور یہ سب جمہور محدثین کے ارشاد سے حدیث ہیں۔ اوران میں سے کسی ایک مسئلہ کا بھی اگر وہابی غیر مقلد انکار کرے تو وہابیہ کے ہی محدث قنوجی کے فتوے سے وہ منکر حدیث ہے۔ غیر مقلدو! آنکھیں کھولو اور عظمت و رفعت حضرت امام

اعظم اور بلندی اور صحت مذہب حنفی کو دیکھو اور وہابیت و غیر مقلدیت سے سچی توبہ کر کے سنی حنفی بنو۔ اور یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ مذہب حنفی میں تو امام ابو یوسف و امام محمد و امام زفر رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ بھی ہیں تو صرف امام اعظم ابو حنیفہ کی تقلید کب ہوئی۔ اس کا جواب مختصر یہ ہے کہ یہ سب ارشادات حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ہی ہیں۔ فتاویٰ ولوالجیہ میں ہے قال ابو یوسف ماقلت قولاً خالفت فیه ابا حنیفة رضی اللّٰه عنه الا قولاً قدکان قاله یعنی امام ابو یوسف نے فرمایا کہ میں نے کسی قول میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی فتویٰ نہیں دیا مگر وہ حضرت امام کا ہی پہلا قول تھا۔ اور اسی میں ہے وعن زفرانه قال ما خالفت ابا حنیفة فی شئ الاقدقاله ثم رجع عنه فھٰذا اشارة الیٰ انهم ما سلکوا طریق الخلاف بل قالوا ما قالوا عن اجتهادٍ و رأی اتبا عاًلِما قاله استاذ هم ابو حنیفة رضی اللّٰه عنه یعنی امام زفر نے فرمایا کہ میں نے کسی مسئلہ میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا خلاف نہیں کیا مگر حضرت امام اعظم اس کو خود فرما چکے تھے پھر اس سے رجوع کیا۔ تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ وہ حضرات کسی مسئلہ میں حضرت امام اعظم کے خلاف نہیں گئے بلکہ اجتہاد سے بھی انہوں نے اسی کی پیروی کی جو ان کے استاذ معظم امام اعظم رضی اللہ عنہ فرما چکے تھے۔ اور حاوی قدسی میں ہے واذا اخذ بقول واحد منهم یعلم قطعاً انه یکون به اٰخذاً بقول الامام ابی حنیفة رضی اللّٰه عنه فانه روی عن جمیع اصحابه من الکبار کابی یوسف و محمد و زفر و الحسن بن زیاد انهم قالوا ما قلنا فی مسئلة قولاً الا وهو روایتنا عن ابی حنیفة رضی اللّٰه عنه واقسموا علیه ایماناً غلاظاًفاذن لم یتحقق فی الفقه جواب ولامذهب الا له یعنی جب کسی مسئلہ میں کسی کا قول لیا جائے گا تو یقیناً معلوم ہوگا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ہی قول اس نے لیا ہے اس لئے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اکابر

تلامذہ جیسے امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر اور امام حسن بن زیاد رضی اللہ عنہم سب فرماتے ہیں کہ ہم نے کسی مسئلہ میں کوئی قول نہیں بیان کیا مگر وہ روایت ہمارے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ ہی سے ہے اور اس پر ان لوگوں نے سخت قسمیں کھائیں کہ یہ امام اعظم کے ہی اقوال ہیں۔ تو اب کوئی جواب اور مذہب متفق نہ ہوگا مگر امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب مذہب حنفی۔ یہ ہے مذہب حنفی کی عظمت وشان۔ اور یہ دیکھئے ردالمحتار شامی میں ہے وروی انہ نقل مذھبہ نحوا من اربعۃ آلاف نفرولا بدان یکون لکل اصحابہ وھلم جراً یعنی اور مروی ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب مہذب حنفی کو چار ہزار (۴۰۰۰) فقہائے کرام نے روایت کیا ہے تو ان چار ہزار کے اور شاگرد اور اصحاب بھی ہوں گے۔ اور یہ اصحاب اور شاگرد برابر بڑھتے ہی جائیں گے۔ یعنی مذہب حنفی برابر ترقی پذیر ہی رہے گا اور نورانیت بڑھتی ہی رہے گی۔ فالحمد للہ۔ تو اماموں میں امام اعظم رضی اللہ عنہ مقدم کہ طبقۂ ثانیہ میں تولد ہوئے پلے بڑھے اور کمال کو پہنچے اور طبقۂ ثالثہ کے اول میں اکناف واقطار عالم میں مشہور ومعروف ہوئے اور سب پر فوقیت لے گئے اور فقہ حنفی طبقۂ ثالثہ قرون مشہود لہا بالخیر میں مدون ومکمل ہوئی۔ اور چار ہزار (۴۰۰۰) فقہاء نے کونہ کونہ چپہ چپہ پر فقہ حنفی پہنچادی۔ تو فقہ حنفی کی پیروی حدیث کی ہی پیروی ہے۔ فالحمد للّٰہ رب العٰلمین۔ تو حنفیوں کو مذہب حنفی کی تقلید صرف جائز نہیں بلکہ ضروری وواجب ہے۔ وہابی غیر مقلد جو چھ سو برس بعد کے سب مسلمانوں اکابر واعاظم مسلمین کو کافر مشرک بتا چکا وہ اس دولت سے محروم ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ و رسولہ اعلم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و علیٰ اٰلہ و اصحابہ وسلم۔

جواب (۲) بیشک حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ۱۴ھ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں بیس (۲۰) رکعت تراویح کی جماعت قائم کی۔ اور ہزار ہا صحابۂ کرام موجود تھے۔ کسی نے انکار نہ کیا۔ اصل یہ ہے کہ قیام اللیل یعنی

تہجد اور قیام رمضان دونوں مستقل جدا جدا دو چیزیں ہیں۔ قیام اللیل بارہ مہینہ یعنی ہمیشہ ہے ۔اور قیام رمضان مخصوص ہے رمضان شریف کے ساتھ اور اس کو مزید سمجھنا ہو تو کتب حدیث کو دیکھو کہ محدثین نے باب قیام اللیل کو الگ لکھا اور باب قیام رمضان کو جدا لکھا۔ اور اس کے لئے حدیث من قام رمضان ایماناً و احتسا باً غفرله ما تقدم من ذنبه لکھی یہ حدیث بھی اس پر دلیل ہے کہ قیام عام ہے یہ گیارہ رکعت کے ساتھ مخصوص نہیں۔

اور مؤطا امام مالک میں ہے عن یزید بن رومان قال کان الناس یقو مون فی زمن عمر بثلث و عشرین رکعة۔ یعنی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں صحابۂ کرام رمضان میں تیئیس (۲۳) رکعت پڑھتے تھے یعنی رکعت تراویح اور تین رکعت وتر۔ اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا کسی امر دینی پر اجماع و اتفاق فرمانا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کوئی قولی یا فعلی حدیث پہنچی ہے۔ اور فتح المنان میں ہے کہ حلیمی نے کہا فا لظاهر انه قد ثبت عند هم صلاة النبی صلی اللّٰه علیه و علیٰ اٰله وسلم کما جاء فی حدیث ابن عباسٍ فاختاره عمر یعنی ظاہر حال یہ ہے کہ صحابۂ کرام کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قیام رمضان کی بیس (۲۰) رکعات کا ثبوت مل گیا جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس کی حدیث میں ہے تو ان ہی بیس (۲۰) رکعت کو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا۔ اور ردالمحتار شامی میں ہے کہ امام ابو یوسف نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے تراویح کا حکم اور حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا اسے بیس (۲۰) رکعت کی جماعت کرانے کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا التراویح سنة مؤکدة ولم یخر جه عمر رضی اللّٰه عنه من تلقاء نفسه ولم یکن فیه مبتدعاً یعنی تراویح سنت مؤکدہ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے گڑھی نہیں بلکہ انہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حدیث پہنچی ہے اور اس میں وہ کوئی نئی بات کرنے والے بھی نہیں۔ ارکان اربعہ میں ہے و مواظبة

الصحابة علیٰ عشرین رکعة قرینة صحة ھذہ الروایة یعنی صحابۂ کرام کا بیس (۲۰) رکعت تراویح پڑھنا حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے اور طحطاوی علی المراقی میں ہے وانما ثبت العشرون بمواظبة خلفاء الراشدین ماعدا الصدیق یعنی تراویح کا بیس (۲۰) رکعت جماعت سے ہونا حضرات خلفائے راشدین کے ہمیشہ پڑھنے سے ثابت ہوا سوا حضرت صدیق اکبر کے۔ رضی اللہ عنہم۔ اور ذخیرۃ العقبیٰ میں علامہ حسن چلپی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے انما یدل مواظبتھم علیٰ سنیتھا بقوله صلی اللّٰہ علیه و علیٰ اٰله وسلم علیکم بسنتی و سنة الخلفاءِ الراشدین من بعدی یعنی خلفائے راشدین کا بیس تراویح پر مواظبت فرمانا تراویح کے سنت ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری سنت کو لازم پکڑو اور میرے بعد کے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ اور جامع الرموز میں ہے وسن التراویح علی الصحیح للرجال والنساءِ جمیعاً سنة مؤکدة باجماع الصحابة و من بعد ھم من الامة و منکر ھا مبتدع ضال مردود الشھادة کمافی المضمرات یعنی مذہب صحیح میں تراویح سنت ہے مردوں اور عورتوں سب کے لئے سنت ہے اجماع صحابہ سے اور تابعین و تبع تابعین و ائمۂ دین و اولیائے کاملین و علمائے راسخین کے اجماع و اتفاق سے۔ اور بیس (۲۰) رکعت تراویح کا منکر بدعتی بدمذہب، گمراہ اور مردود الشہادۃ ہے۔ اور ایسا ہی مضمرات میں ہے۔

سنی بھائیوں کے لئے یہ کافی ہے۔ تفصیل فقیر کے مطبوعہ فتوے مسمیٰ باسم تاریخی احیاءِ رکعات التراویح اور دوسرے فتوے بیان رکعات تراویح میں دیکھئے۔ ۷۷ ۱۳ ۷۹ ۱۳

ہاں سنی بھائی یہ خوب یاد رکھیں کہ بیس (۲۰) رکعت تراویح کو سنت نہ سمجھنا بلکہ اس کو بدعت بتانا وہابیوں کے بدعتی ہونے اور اہلسنت سے خارج ہونے اور اہلسنت نہ ہونے کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ حضور والا نے فرمایا میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ اور

یہ منکر ہیں تو یہ بدعتی ہیں گمراہ وگمراہ گر ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم۔

جواب (۳) حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پاک قیام اللیل کے متعلق ہے۔ قیام رمضان کے متعلق نہیں ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں اپنی اپنی جگہ مستقل ہیں۔ اولاً۔ اس حدیث میں بہت اضطراب ہے۔ مسلم شریف میں یہ حدیث چار سندوں سے ہے اور چاروں میں سائل ابوسلمہ ہیں اور کسی میں تیرہ (۱۳) رکعت ہیں تو کسی میں گیارہ (۱۱) رکعت اور کسی میں نو (۹) رکعت۔ تو وہابی والی آٹھ (۸) رکعت ختم ہوگئیں۔ اور حدیث مضطرب قابل استناد نہیں۔ ثانیاً۔ اس حدیث کا سوال مسند امام احمد میں یوں ہے عن ابی سلمة قال سألت عائشة عن صلاة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و علیٰ آلـه وسـلم با للیل۔ تو سوال بھی تراویح کے لئے نہیں اور جواب بھی تراویح کے متعلق نہیں۔ ثالثاً۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قیام اللیل یعنی تہجد سے زیادہ باخبر تھیں لہذا تہجد کے متعلق ہی سوال آیا اور آپ نے سوال کو خوب سمجھ کر صحیح جواب دیا۔ رابعاً۔ حدیث میں رمضان و غیر رمضان کی صاف وضاحت ہے۔ اور غیر رمضان میں ہرگز تراویح نہیں۔ لہذا یہ حدیث شریف تہجد سے ہی متعلق ہے۔ خامساً۔ امام بخاری نے بھی یہی سمجھا انہوں نے اس حدیث کے لئے ترجمۃ الباب یہ لکھا باب قیام النبی صلی اللّٰہ علیه وعلیٰ آله وسلم با للیـل فی رمضان وغیره یہ صرف تہجد ہے جو رمضان اور غیر رمضان بارہ مہینہ ہے۔ فالحمد للّٰہ۔ سادساً۔ اگر یہ حدیث تراویح کی آٹھ رکعت کا بیان ہوتی تو وہابیوں کا پہلا امام ابن تیمیہ یہ اقرار کیوں دیتا کہ تراویح کی رکعتوں کی تعداد کسی حدیث سے ثابت نہ ہوسکی۔ تو غیر مقلد کو حدیث کیا ملے۔ تو ثابت ہوا کہ یہ حدیث شریف تہجد کے لئے خاص ہے۔ اور نماز تراویح کے متعلق یہ ہے کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و علیٰ آلـه وسـلم یـصلی فی رمضان فی غیر جماعة عشرین رکعة والوتر یعنی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رمضان میں بغیر جماعت کے بیس (۲۰) رکعت اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ فسبحٰن اللّٰہ و بحمدہ۔ اور ہرگز کوئی حدیث اس کے معارض نہیں۔ رواہ ابن ابی شیبۃ والبیھقی۔ اور اسی مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے عن عبدالعزیز بن رفیع قال کان ابی بن کعب یصلی بالناس بالمدینۃ عشرین رکعۃ کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں لوگوں کو بیس (۲۰) رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔ اور پھر اسی مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے ان علیا کرّم اللّٰہ تعالیٰ وجھہ امر رجلاً یصلی بھم فی رمضان عشرین رکعۃ حضرت علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ رمضان میں لوگوں کو بیس (۲۰) رکعت تراویح پڑھائے۔ فسبحٰن اللّٰہ و بحمدہ۔ اور سنی بھائی یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ نماز تہجد کے لئے تداعی کا ثبوت نہیں لیکن تراویح کے لئے تداعی موجود ہے۔ جن تین شبوں میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا جماعت سے تراویح کا ادا فرمانا حدیثوں میں مروی ہے ان میں دیکھئے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے فقام بنا فی الثالثۃ وجمع اھلہ و نساءہ۔ رواہ ابوداود و النسائی و ابن ماجۃ و احمد والتر مذی۔ وقال الترمذی ھذا حدیث صحیح۔ کہ تیسری شب میں ہماری امامت اس حال میں فرمائی کہ اہلبیت اور ازواج مطہرات سب کو جمع فرمایا۔ یہی تداعی ہے۔

اور قیام رمضان کی احادیث مبارکہ تو بہت ہیں۔ تراویح کے سنت رسول ہونے کی ایک حدیث شریف سنئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے رمضان کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا شھر کتب اللّٰہ علیکم صیامہ و سننت لکم قیامہ یہ مہینہ بزرگی والا ہے اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض فرمائے اور اس کا قیام میں نے تمہارے لئے سنت کیا رواہ النسائی و ابن ماجۃ عنہ۔

سنی بھائی دیکھیں کہ رمضان کی تخصیص فرما کر اس قیام کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم اپنی سنت فرمارہے ہیں اور یہ نماز تراویح کے علاوہ کوئی اور نماز نہیں۔ تو کیا اب بھی تراویح کے سنت رسول ہونے میں کسی کو شک وشبہ ہوسکتا ہے۔ ہر گز نہیں ہر گز نہیں۔ الحمد للہ کہ حدیث شریف سے تراویح کا سنت رسول ہونا ظاہر اور روشن ہوگیا۔ سنی بھائی دیکھیں کہ وہابی غیر مقلد علم حدیث سے کتنے جاہل اور کتنی حدیثوں کے منکر ومخالف ہیں۔ آخر میں شاہ صاحب کی بھی سنئے۔ حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم میں لکھتے ہیں وعدده عشرون رکعة یعنی تراویح کی رکعتوں کی تعداد بیس (۲۰) رکعت ہے۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل اور توضیح فقیر کے رسالہ مسمیٰ باسم تاریخی بیان رکعات تراویح ۱۳۷۹ھ میں دیکھئے۔

وہابی غیر مقلد کو ابھی تک بیس (۲۰) رکعت تراویح کی کانفرنس کی خبر ہی نہیں۔ غور فرمائیے کس قدر ہٹ دھری اور فریب کاری ہے کہ اتنا ظاہر و باہر مسئلہ ہونے کے باوجود اغوائے عوام کے لئے تگڑم بازی وعیاری کی جاری ہے۔ دور فاروقی سے بیس (۲۰) رکعت تراویح کی جماعت ہورہی ہے اور دور عثمانی میں جاری رہی ہے اور دور حیدری میں بیس (۲۰) ہوتی رہیں۔ حضرت علی نے بیس (۲۰) رکعت تراویح پڑھانے کا حکم فرمایا۔ اور ائمۂ دین و کاملین وعارفین اور خواص وعوام حنفی شافعی مالکی حنبلی پڑھتے رہے اور اب بھی پڑھتے ہیں مگر وہابی ادھرموں کو اب تک اس عظیم الشان دوامی کانفرنس کی خبر ہی نہیں۔ حد یہ ہے کہ وہابیوں کا معلم اول ومحدث ابن تیمیہ کو ہمت نہ ہوئی کہ بیس (۲۰) رکعات تراویح کا انکار کر کے آٹھ رکعت کا ثبوت دیتا۔ فالحمد للہ۔

تنبیہ :۔ ان وہابیوں کی بہت سی ٹولیاں ہیں۔ وہابی غیر مقلد، وہابی نجدی، وہابی ہندی، وہابی غزنوی، وہابی ثنائی، وہابی جونا گڈھی، وہابی قاسمی بنارسی، وہابی نام نہاد مقلد دیوبندی، وہابی احراری، وہابی خاکساری، وہابی الیاسی، وہابی مودودی وغیرہ وغیرہ عقائد کفریہ میں یہ سارے کے سارے متحد ومتفق ہیں۔ حدیث شریف میں ہے ایاکم و ایاھم

لا یضلونکم و لا یفتنو نکم کہ تم ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں تم کو فتنہ میں نہ ڈالدیں۔ اور حدیث شریف میں ہے ان سے میل جول نہ رکھو۔ ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو الخ۔

واللّٰہ تعالیٰ و رسولہ اعلم صلی اللّٰہ علیہ وعلیٰ اٰلہ و اصحابہ و بارک وسلم وامامنا الامام الاعظم وغوثنا الغوث الاعظم و مرشد نا المجدد الاعظم و علینا وعلیٰ سائر اخواننا واخواتنا من اھل السنة و الجماعة بھم ومعھم یا ارحم الراحمین ویااکرم الاکرمین۔

فقیر ابو الظفر محبّ الرضا محمد محبوب علی خاں سنی حنفی قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی

غفرلہ ولا بویہ واخویہ واھلہ واحبابہ۔ اٰمین۔

سنی بڑی مسجد مدنپورہ ۱۶۶، بمبئی ۸

۲۷ رجب ۱۳۸۱ھ

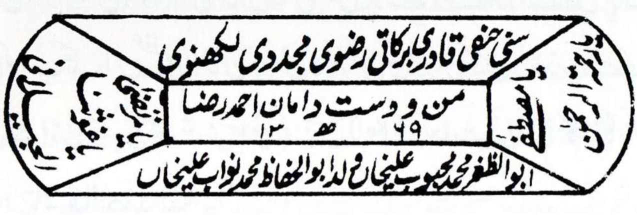

تصدیقات

علمائے

عالی فہم

۱۳ھ ۸۲

تصدیقات

حضرت بابرکت عالی درجت مولانا الحاج شاہ حافظ محمد مظہر اللہ صاحب مدظلہم
شاہی امام جامع مسجد فتح پوری دہلی شریف

حامداً و مصلیاً

امابعد حضرت مولانا محمد محبوب علی خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا مؤلفہ رسالہ شریفہ موسومہ ''قدرومنزلت تقلید'' فقیر نے آج بعض مقامات سے دیکھا۔ ماشاء اللہ تعالیٰ حضرت امامنا امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے فضائل اور تقلید شخصی کے وجوب کے ثبوت میں نہایت ہی بہتر تحریر فرمایا ہے۔ جس میں مخالف کو ہرگز کلام کی گنجائش نہیں رہی فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ لیکن میرے خیال میں جب علمائے اہلسنت کا فیصلہ ہے کہ من کان خارجاً من ھذہ المذاھب الاربعۃ فی ھذا الزمان فھومن اھل البدعۃ و النار یعنی غیر مقلدین سب اہل سنت سے خارج ہیں۔ تو مسلمان ان کے اقوال پر متوجہ ہوکر علمائے اہلسنت کو کیوں پریشان کرتے ہیں۔ جس طرح رافضی، شیعہ، قادیانی، نیچری، مودودی وغیرہ مبتدعہ فرقوں کے اقوال قابل سماعت نہیں سمجھتے یوں ہی ان کے اقوال پر بھی کان نہ دھریں۔ اہلسنت کے لئے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فرمان اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار کافی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ جل مجدہ مسلمانوں کو فہم سلیم عطا فرمائے کہ اہلسنت کے مخالف کسی فرقہ کے قول کا اعتبار نہ کریں۔ اگر کسی مسئلہ میں کوئی خدشہ واقع ہوجائے تو علمائے اہل سنت سے اس کو رفع دفع کرلیں۔

فقط محمد مظہر اللہ غفرلہ اللہ
شاہی امام مسجد جامع فتح پوری۔ دہلی

حضرت فاضل اجل عالم اکمل مولانا الحاج مفتی شاہ علامہ محمد اجمل صاحب مفتی سنبھل دامت برکاتہم القدسیہ

مکرمی جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رد غیر مقلدین میں آپ کا مرسلہ رسالہ مبارکہ مسمیٰ باسم تاریخی ''قدر و منزلت تقلید'' دیکھا۔ ماشاء المولیٰ تعالیٰ خوب لکھا ہے اور نہایت مدلل ہے۔ اور بہتر استدلال و تحقیق ہے۔ اور سوالات کے مکمل جوابات ہیں۔ بہت پسند آیا۔ اور بہترین تحقیقات پر مشتمل ہے۔ اس سے زائد اور کیا لکھا جائے گا۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا عطا فرمائے آمین۔

آپ اپنے مقام پر بہترین خدمت دین انجام دے رہے ہیں۔ دل سے آپ کے لئے دعاء نکلتی ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کی عمر اور علم میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

محمد اجمل غفرلہ (مفتی سنبھل ضلع مراد آباد)

محب سنیت حضرت مولانا پیر سید چندا حسینی صاحب صوفی اشرفی شمسی سجادہ نشین آستانۂ شمسیہ رائچور دکن۔

۹۲/۸۶ء

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم

اما بعد فقیر نے حامی سنت ماحی بدعت غازی اہلسنت حضرت مولانا الحاج محمد محبوب علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی لکھنوی دامت برکاتہم کی لاجواب کتاب مسمیٰ باسم تاریخی ''قدر و منزلت تقلید'' شروع سے آخر تک پڑھی۔ الحمد للہ۔ مولانا نے کتاب مذکور میں ائمۂ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقلید شخصی کو ثابت کرتے ہوئے غیر مجتہد پر مجتہد کی تقلید کی فرضیت وجوب کو کتاب و سنت سے ثابت کیا کہ احکام فرعیہ میں صحابۂ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک زمانے ہی سے مجتہدین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقلید کرنے پر مسلمانوں کا عمل رہا ہے۔ مولانا ممدوح کا یہ کام سب سے بہتر کام ہے کہ آپ نے تقلید مجتہد کو عہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت کر کے اہلسنت کو غیر مقلد وہابیوں کے فتنہ

سے بچایا۔ اللہ تعالیٰ مولانا ممدوح کو اس کا کامل اور اچھا اجر عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

ائمۂ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقلید کرنے پر اجماع اس لئے ہوا کہ حضرات صحابۂ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دوسرے مجتہدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے بیان کردہ مسائل اجتہادیہ کتابی صورت میں مسلمانوں میں محفوظ و منضبط نہیں رہے۔ برخلاف ان کے حضرات ائمۂ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بیان کردہ تمام مسائل تواتر کے ساتھ کتابوں میں محفوظ کیئے گئے۔ اور ان کی تفصیل کامل طور پر باب وار کتب فقہ میں کی گئی۔ جس کو مولانا موصوف نے اپنی اس کتاب میں واضح طور پر بیان کیا ہے۔

فقط: فقیر حقیر ابو محمد سید چندا حسینی صوفی اشرفی سجادہ نشین آستانۂ شمسیہ رائچور دکن۔

حضرت صدر محترم انجمن نوجوانان اہلسنت مالتی باغ بنارس

۷۸۶/۹۲

نعم الکتاب لاجواب لہ مسمّٰی باسم تاریخی ''قدر و منزلت تقلید'' مصنفہ صاحب تصانیف کثیرہ مستنیرہ حضرت العلام غازی اہلسنت دامت فیضانہم العلمیہ کے مطالعہ سے بالا ستیعاب مستفید ہوا۔ حضرت علامہ نے کتاب مذکور میں ایسے دلائل باہرہ و براہین قاہرہ سے تقلید شخصی اور وجوب تقلید کو ثابت فرمایا کہ مذہب حق (اہلسنت و جماعت) کی حقانیت مذاہب باطلہ نجدیہ پر غالب اور وہابیت و منکر تقلید شخصی کے پرخچے اڑ گئے۔ کتاب مذکور اپنی شان میں بے مثل اور لاجواب لہ کی مصداق ہے۔ مولائے قدیر اپنے پیارے مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے طفیل مزید برآں علامہ موصوف کی تصانیف مستنیرہ سے ہم جیسے بے بضاعت کو مستفیض فرمائے۔ آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

انا الفقیر ابو الرضا محمد لقمان الصدیقی القادری البرکاتی النوری المصطفوی غفرلہ

صدر انجمن نوجوانان اہلسنت مالتی باغ بنارس ۱۷ر شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ

حضرات علمائے کرام مدراس

الحمد للّٰہ رب العٰلمین و الصلاۃ و السلام علیٰ رسولہ الکریم

سیدنا و مولانا محمد و علیٰ اٰلہ و اصحابہ اجمعین ۔

رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی ''قدر و منزلت تقلید'' (۸۱ھ ۱۳) تالیف حضرت فاضل اجل علامۂ بے بدل مولانا مولوی حاجی حافظ قاری مفتی ابوالظفر محبّ الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب سنی حنفی قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی مفتی اہلسنت و جماعت بمبئی ادام اللّٰہ فیوضاتہ و برکاتہ فقیر نے بالاستیعاب دیکھا۔ یہ رسالہ موافق مذہب حق اہلسنت و جماعت ہے ۔جس کو فاضل محقق نے دلائل صحیحہ قاطعہ و حجج ساطعہ سے مرتب فرمایا ہے۔ اہلسنت و جماعت کے لئے یہ رسالہ نہایت مفید اور کارآمد ثابت ہوگا۔ فجزی اللّٰہ تعالیٰ مولانا خیرا لجزاء اٰمین ۔

فقیر حقیر محمد حبیب اللہ کان اللہ لہ (قاضی اہلسنت و جماعت مدراس)

۲۵ر شعبان ۱۳۸۲ھ

رسالہ ''قدر و منزلت تقلید'' بہترین رسالہ ہے۔

فقیر سراپا تقصیر شاہ ابوعزیز محمد رضا حسین قادری عفی عنہ

بے شک رسالۂ مبارکہ ''قدر و منزلت تقلید'' (۸۱ھ ۱۳) نام نہاد فرقۂ اہل حدیث کا بے بدل جواب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فاضل مؤلف کو جزائے خیر دیوے۔ آمین۔

سید شاہ علی محمد حسینی القادری شطاری صبغۃ اللّٰہی عفی عنہ سجادہ نشین مکان تاجپورہ شریف

رسالۂ مبارکہ ''قدر و منزلت تقلید'' کا مطالعہ کیا۔ موافق اہل سنت و جماعت کے مذہب کے ہے۔ خدا تعالیٰ حضرت مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

۸۱ ھ ۱۳

مسکین غلام دستگیر کان اللہ لہ (افضل العلماء)

لاریب کہ رسالۂ مذکور مسمّٰی باسم تاریخی ''قدر و منزلت تقلید'' ۔فرقۂ اہل حدیث وہابی کے لئے ایک تیغ براں ہے۔ حضرت مؤلف رسالۂ مذکور قابل آفریں ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ آمین۔

۸۱ ھ ۱۳

سید شاہ خواجہ مخدوم الحسینی چشتی القادری عفی عنہ

۸۶/۹۲ ۷

اللہ رب محمدٍ صلّی علیہ وسلما

وعلیٰ ذویہ وصحبہ ابد الدھور وکرما

فقیر حشمتی بندۂ سرکار رضوی نے کتاب مستطاب کامل النصاب مسمّٰی بنام تاریخی قدر و منزلت تقلید کو پڑھا حضرت نے اس ایمان افروز وہابیت سوز رسالۂ مبارکہ میں جو کچھ تحریر فرمایا بحمدہ تعالیٰ آسمان حقانیت کا آفتاب تاباں اور بد مذہبی کی گردن پر شمشیر براں پایا۔ از اول تا آخر دلائل قاہرہ و براہین باہرہ زاہرہ شریعت طاہرہ سے ثابت اور روشن ہے۔ اور اس کا ایک ایک جملہ بلکہ ایک ایک حرف سنی مسلمانوں کے لئے اسلام و سنیت کا سچا پکا رہبر ہے۔ مولیٰ عز و جل حضور والا کی ذات مقدس کو ہمیشہ ہمیشہ مسلمانان اہلسنت کے سروں پر بخیر و عافیت، صحت و سلامت، فتح و نصرت، فرحت و مسرت رکھے۔ اور سنی مسلمانوں کو وہابیوں، دیوبندیوں وغیرہم مرتدین و منافقین کے مکر و فریب سے بچائے اٰمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ اکرم الصلاۃ و التسلیم و علیٰ اٰلہ و اصحابہ اجمعین۔

۸۱ ھ ۱۳

فقیر ابو المنظر عبید الحشمت محمد یعقوب قادری برکاتی رضوی مجددی حشمتی دھالے پوری غفر لہ ربہ القوی صدر مدرس مدرسہ حشمت الرضا مقام ہردولی ضلع باندہ

رسالۂ مبارکہ ''قدر ومنزلت تقلید'' کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔ یہ گراں قدر رسالہ علامہ محقق فاضل گرامی حضرت مولانا الحاج محمد محبوب علی خاں صاحب خطیب جامع مسجد اہلسنت مدنپورہ ممبئی کے قلم حقیقت رقم کا شاہ کار ہے۔ زیر نظر رسالے میں علاوہ چند دوسرے مسائل کے تقلید وعدم تقلید پر خاص طور سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ مدراس کے کسی غیر مقلد کی گمراہ کن اشتہار بازی پر عوام کے اصرار جواب سے مجبور ہوکر حضرت مولانا نے یہ بیش بہا رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔ اس میں تقلید ائمہ کی ضرورت واہمیت پر مختصر مگر نہایت جامع ومانع بحث کی گئی ہے۔ باوجود اختصار کے یہ بحث ایک حق پسند انسان کے لئے کافی سے زیادہ ہے۔ جو لوگ بالخصوص اس دور الحاد پرور میں تقلید ائمۂ مجتہدین سے بے نیاز ہوکر اپنی رائے وتحقیق پر چلتے ہیں آخر میں ان کا جو افسوس ناک انجام ہوتا ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ مولانا نے غیر مقلدین کے مستند علماء کی زبانی ترک تقلید کے خطرناک نتائج کا نقشہ کھینچ کر دکھا دیا ہے۔ ضمناً حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر مبارک بھی آگیا ہے۔ فاضل مصنف نے حضرت امام اعظم کے فضائل ومناقب قرآن وحدیث اور ارشادات علمائے سلف کی روشنی میں ایسے دل نشیں انداز میں بیان فرمائے ہیں جس کو پڑھ کر حضرت امام اعظم کی عظمت ورفعت کا نقشہ آنکھوں میں پھرنے لگتا ہے۔ آخر میں بیس (۲۰) رکعات تراویح کی مسنونیت احادیث صحیحہ سے ثابت کرنے کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ جن حدیثوں میں آٹھ رکعت کا ذکر ہے۔ وہ درحقیقت صلاۃ اللیل یعنی نماز تہجد ہے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رمضان وغیر رمضان ہر زمانے میں پڑھا کرتے تھے۔ اس کو تراویح سے کوئی تعلق نہیں۔ غرض یہ کتاب ہر طرح قابل قدر ولائق مطالعہ ہے۔

فقط

محمد غریب اللہ نشتر مدھوپوری

حضرت والا درجت وجیہ العلماء مفتی اعظم پیلی بھیت

۹۲/۸۶ء

نحمده و نصلی علیٰ حبیبه الکریم و علیٰ اٰله و صحبه التسلیم

فقیر نے رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی ''قدر و منزلت تقلید'' ۱۳۸۱ھ کا مطالعہ کیا۔ تحقیقات بدیعہ پر مشتمل پایا۔ لاجواب رسالہ ہے۔ سنی مسلمانوں کو اسے مطالعہ میں رکھنا چاہئے کہ اس کے مطالعہ سے وہابیہ غیر مقلدین کے بہت سے لایعنی سوالات کے جوابات معلوم ہوں گے۔ خدا تعالیٰ حضرت مصنف کی اس سعی مشکور کو قبول فرمائے اور حضرت کے فیض اور عمر و علم کو اور دراز فرمائے اٰمین ثم اٰمین بجاه النبی الامین علیه و علیٰ اٰله افضل الصلاة و اکرم التسلیم۔

فقیر ابوالوجاہت محمد وجیہ الدین قادری برکاتی رضوی ضیائی غفرلہ
سجادہ نشین آستانۂ رضویہ ضیائیہ پیلی بھیت محلّہ مسجد بھشتیان۔

۹۲/۸۶ء

اللّٰه رب محمدٍ صلّی علیه وسلما
و علیٰ ذویه و صحبه ابد الدهور وکرما

فقیر حقیر رسالۂ مبارکہ ''قدر و منزلت تقلید'' ۱۳۸۱ھ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ تحقیقات انیقہ سے مالامال پایا۔ بہت بہترین ولاجواب رسالہ ہے۔ سنی بھائیوں کو یہ کتاب مطالعہ میں رکھنا چاہئے کہ ان کیلئے بہت نافع و مفید ہے۔ خدا تعالیٰ وہابیوں، غیر مقلدوں اور دیگر بد مذہبوں کو ہدایت فرمائے اور ان کے شر و مکر و فریب سے سنی مسلمانوں کو بچائے۔ آمین ثم آمین۔ حضرت مصنف علام عم مکرم ذوالاحترام مدظلہم العالی کو خیر و عافیت وصحت وفرحت و مسرت کے ساتھ تادیر قائم رکھے۔ اور سنیوں کو مدت دراز تک آپ سے فیض یاب فرمائے۔ اٰمین ثم اٰمین بجاه حبیبه الکریم علیه و علیٰ اٰله افضل الصلاة و التسلیم

فقیر ابوالحشم محمد مشاہد رضا خاں قادری برکاتی رضوی حشمتی غفرلہ
سجادہ نشین آستانۂ قادریہ رضویہ حشمتیہ پیلی بھیت محلّہ بھورے خاں